عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۲۳ تا ۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۴۰

امام حسن رضی اللہ عنہ
سیرت و مناقب

38 ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

چناب نگر میں راہنماؤں کے خطاب

فتنۂ قادیانیت کو عالمی استعمار کی مکمل حمایت حاصل رہی ہے: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

ہمارے ملین مارچز کے مقاصد تحفظ ناموس رسالت اور اسلام دشمن قوتوں کا راستہ روکنا ہے: قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن

اسلام پر یہود اور قادیانی لابیوں کے حملے بڑھ رہے ہیں: مولانا شاہ اویس نورانی

مرزا قادیانی کی کتابیں کذب و افتراء، تحریف و الحاد اور تضادات کا مجموعہ ہیں: علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری

اساتذہ کرام
مقام اور ذمہ داریاں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

پرانی قبر میں میت کی تدفین

س:...... قبرستان میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے پرانی قبر کو جس کی شناخت موجود ہے، اس میں دوبارہ نئی قبر بنا کر میت کو دفن کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

ج:...... اگر قبر اتنی پرانی ہو جائے کہ میت بالکل مٹی بن جائے تو اس قبر میں دوسری میت دفن کرنا درست ہے۔ بلا ضرورت ایسا کرنا منع ہے، لیکن بوقت ضرورت جائز ہے اور ایسی حالت میں اگر میت کی کچھ ہڈیاں وغیرہ قبر میں موجود ہوں تو ان کو قبر میں ہی علیحدہ کرکے رکھ دیا جائے اور نئی میت کو دفن کر دیا جائے۔

’’أنه لایدفن اثنان في قبر إلا الضرورۃ، وھذا في إلا بدأ وکذا بعدہ۔ قال في الفتح ولا یحفر قبر لدفن اخر الا ان بلی الاول فلم یبق لہ عظم الا ان یوجد فتضم عظام الأول ویجعل حاجز من تراب..... الخ۔‘‘ (شامی،ص۲۳۳،ج:۲)

بیوی کی غیر موجودگی یا لاعلمی میں اسے طلاق دینا

س:...... میری شادی ایک ماہ قبل ہوئی تھی اور میری بیوی معمول کے مطابق اپنے میکے رہنے کے لئے گئی تھی لیکن اس کو واپس لانے کے معاملے پر پہلے میری اپنی بڑی بہن سے بدمزگی ہوئی، اس کے بعد میرا بڑا بھائی آ گیا تو اس نے میرے ساتھ مار پیٹ اور گالم گلوچ کی، جس پر میں نے طیش میں آکر اپنے والد، ماموں، دو بڑے بھائی اور دو محلے والوں کے سامنے کہا کہ: میں اس قصہ کو ختم کرتا ہوں اور کوئی اس کو لے کر نہیں آئے۔ میں اپنی بیوی کو: ’’طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔‘‘ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں آگاہ کریں، کیا ایسی صورت میں، میں اپنی بیوی کو واپس لاسکتا ہوں؟ یا میری دی ہوئی طلاق واقع ہوگئی ہے؟ جب کہ میری بیوی یا اس کے گھر والوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا، جب کہ میرا اپنی بیوی سے فون پر رابطہ ہوا ہے اور میں نے اس کو طلاق کے متعلق آگاہ نہیں کیا ہے۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں شوہر نے اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین بار طلاق کے الفاظ کہے ہیں۔ لہٰذا بیوی پر یہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے۔ آئندہ بغیر حلالہ شرعیہ کے ان کے درمیان نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ طلاق دیتے ہی عورت کی عدت شروع ہو چکی ہے، تین ماہواریاں پوری ہونے پر (اگر حاملہ نہ ہو ورنہ عدت وضع حمل ہوگی) عدت ختم ہو جائے گی، اس کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واضح رہے جیسے ہی شوہر طلاق کے الفاظ ادا کرتا ہے یا تحریر کرتا ہے اس کی بیوی پر اسی وقت طلاق واقع ہو جاتی ہے اور جتنی بار اس نے طلاق کے الفاظ کہے ہوں یا تحریر کیے ہوں، اتنی ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ خواہ بیوی کو علم ہو یا نہ ہو، کیونکہ طلاق دینے کے لئے بیوی کا سامنے یا موجود ہونا کوئی ضروری اور شرط نہیں ہے، اس کی لاعلمی اور غیر موجودگی میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۸ ۲۳ تا ۳۰ ؍صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ ؍اکتوبر ۲۰۱۹ء شمارہ: ۴۰

اس شمارے میں!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر (اداریہ)	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حضرت حسنؓ... سیرت و مناقب	۷	مولانا طارق جمیل مدظلہ
چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں	۱۱	رپورٹ: مولانا عبدالنعیم
اساتذہ کرام.... مقام اور ذمہ داریاں	۱۶	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ (۳)	۲۳	مرسلہ: جناب خالد محمود صاحب
تحفظ ختم نبوت سیمینار	۲۶	مولانا محمد رضوان
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ! (۱۶)	۲۷	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLIS TAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazeri Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلوی

شفاعت

حدیث قدسی ۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ جنت میں داخل ہونے کی درخواست کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بتائے گا یہ مانگ وہ مانگ یہاں تک کہ جب اس کی تمام آرزوئیں پوری ہوجائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ سب تیرے لئے ہے اور اس سے دس گنی اور زیادہ بھی، پھر وہ بندہ اپنے گھر میں داخل ہوگا اور اس کی دو بیویاں کہیں گی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے تجھ کو ہمارے لئے پیدا کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ بندہ کہے گا جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ (مسلم)

یعنی انعامات الٰہی کی کثرت کو دیکھ کر یہ خیال کرے گا کہ مجھ کو سب سے زیادہ ملا ہے۔

حدیث قدسی ۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: بلاشک میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا اور سب سے پیچھے جنت میں داخل ہوگا وہ ایک شخص ہوگا جو چتڑیوں گھسیٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا بہشت میں داخل ہو جا، پس وہ جنت کے پاس آئے گا اور یہ خیال کرے گا کہ جنت تو پُر ہوچکی ہوگی، پس کہے گا: اے پروردگار! میں نے تو اس کو بھرا ہوا پایا (یعنی کہاں جاؤں اس میں جگہ تو ہے ہی نہیں) ارشاد ہوگا: جا جنت میں داخل ہو جا، تجھ کو دنیا اور دنیا سے دس گنا زیادہ دیا جائے گا۔ بندہ کہے گا: کیا آپ مجھ سے ٹھٹا کرتے ہیں یا یوں کہے گا: کیا آپ مجھ سے ہنسی کرتے ہیں، حالانکہ آپ شہنشاہ ہیں، عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ہنسے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں اور کہا کہ یہ شخص اہلِ جنت میں سب سے کم درجہ کا ہوگا۔

یعنی جب کم درجہ والے کو دنیا کی بادشاہت سے دس گنی سلطنت ملے گی تو اعلیٰ مرتبہ والوں کا کیا کہنا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ تلاوت

س:......اگر پڑھنے والا اپنی جگہیں بدلتے ہوئے ایک آیت سجدہ کی تلاوت بار بار کر رہا ہو اور اس کی تلاوت کو ایک ہی جگہ بیٹھے سننے والا سُن رہا ہو تو سننے والے پر کتنے سجدۂ تلاوت واجب ہوں گے؟

ج:...... پڑھنے والا چاہے کتنی جگہیں بدل لے، سننے والا ایک ہی جگہ بیٹھا ہوا ہے اور اس نے اپنی جگہ نہیں بدلی تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر آیت سجدہ تبدیل ہوگئی تو جتنی آیتیں تبدیل ہوں گی، ان تمام کے سننے جانے پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

س:...... اگر ایک جگہ بیٹھ کر ایک آیت سجدہ تلاوت کی اور پھر اٹھ کر کسی کام سے چلا گیا، پھر واپس اسی جگہ آکر دوبارہ وہی آیت تلاوت کی تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

ج:...... ایسی صورت میں ایک ہی آیت تلاوت کرنے کے باوجود دو سجدے واجب ہوں گے۔

س:......اگر استاد مختلف طالب علموں سے ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیت سنے تو استاد پر کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

ج:......ایک ہی مجلس میں مختلف طالب علموں سے ایک ہی آیت سجدہ سننے پر استاد پر صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

س:......ایک آیت کے سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے بعد کتنے سجدے کرنے ہوں گے؟

ج:......ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی ادائیگی کے لئے شریعت نے صرف ایک ہی سجدہ بتلایا ہے۔

س:......سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے شریعت نے کیا کیا شرائط رکھی ہیں؟

ج:......سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے شریعت کی بتلائی ہوئی شرائط درج ذیل ہیں: (۱) باوضو ہونا، (۲) جگہ کا پاک ہونا، (۳) بدن کا پاک ہونا، (۴) قبلہ رخ رہتے ہوئے سجدہ کرنا، (۵) مکروہ اوقات کا نہ ہونا وغیرہ۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۳۸ویں آل پاکستان سالانہ دوروزہ

ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۰،۱۱؍اکتوبر ۲۰۱۹ء کو مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس حرمین شریفین کے تحفظ وملکی سلامتی کی رقت آمیز دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور دینی تعلیمات واسلامی اقدار کا تحفظ کیا جائے گا۔ علماء کرام اور دینی مدارس کو دیوار سے لگانے کی سازشیں ملک میں انارکی پھیلانے کے مترادف ہے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ کی روشنی میں قادیانیوں کو اسلامی شعائر، کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کے استعمال سے منع کیا جائے۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ بنیادی اور کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ شرکائے کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ قادیانی تخریب کار ادارے اور عسکریت پسند تنظیم خدام الاحمدیہ پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں کی صدارت نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد و پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی، امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے صاحبزادہ مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر اور خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد، مولانا سیّد جاوید حسین شاہ فیصل آبادنے کی۔ جب کہ کانفرنس سے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا شاہ محمد اویس نورانی، جماعت اسلامی کے نائب امیر جناب لیاقت بلوچ، جمعیت اہلحدیث کے علامہ ضیاء اللّٰہ شاہ بخاری، خواجہ مدثر محمود تونسہ شریف، جناب نظام الدین سیالوی، پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، میاں محمد اجمل قادری، قاضی ارشد الحسینی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللّٰہ وسایا، مولانا قاضی عبدالرشید، قاری مشتاق الرحمٰن راولپنڈی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی راشد مدنی کے علاوہ پشاور کے ممتاز عالم دین مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، قاری احسان اللّٰہ فاروقی نقشبندی اور سیّد سلمان گیلانی سمیت متعدد مذہبی راہنماؤں نے شرکت وخطاب کیا۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان محاذ ختم نبوت پر پوری قوم کو بیدار کرنے کا فریضہ سرانجام دے کر پوری امت پر احسان عظیم کررہی ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ پاکستان کا مذہبی طبقہ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لئے حساس تر رہا ہے۔ بائیس کروڑ عوام میں مذہبی طبقہ اپنے خاص ماحول میں دینی خدمت سرانجام دے کر اسلامی اقدار کو فروغ دے تو حکومت کو تشویش لاحق ہوجاتی ہے کہ یہ لوگ مذہب کے نام پر سیاست کررہے ہیں۔ ہمارے ملین مارچز کے مقاصد، تحفظ ناموس رسالت اور اسلام دشمن قوتوں کا راستہ روکنا ہے۔ جب حکومت بیرونی ممالک کے مالیاتی اداروں کی شرائط پر آسیہ کو رہا کرے گی تو مذہبی طبقہ اپنے آئینی احتجاج کا حق ضرور استعمال کرے گا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا کسی مولوی کا نہیں، بلکہ منتخب پارلیمنٹ کا تاریخی فیصلہ ہے۔ پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت پر جان قربان کرنے والے عاشقان رسول اب بھی موجود ہیں۔

مولانا شاہ اویس نورانی نے کہا کہ چاروں اطراف سے اسلام پر یہود وقادیانی لابیوں کے حملے بڑھ رہے ہیں، میڈیا چینلز کا علماء کرام اور دینی قوتوں کی آزادیٔ رائے کو کوریج نہ دینا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے، مذہبی طبقات کی تہذیب ومقاصد کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں دبا سکتی۔ عمران خان کے دور حکومت میں کشمیر کو نقشے سے ہٹانا اسرائیلی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔

مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کو عالمی استعمار کی مکمل حمایت حاصل رہی ہے، اسی لئے مرزا قادیانی نے خود کہا کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ اس شجرۂ خبیثہ کو کاشت بھی انہوں نے کیا۔ آبیاری انہوں نے کی اور آج پوری دنیا میں ان قادیانیوں کو تحفظ بھی یہی فراہم کررہا ہے۔ فتنہ قادیانیت ہر اعتبار سے امت مسلمہ پر حملہ آور ہے۔ ہمارے اکابر واسلاف نے ہمیشہ امت کی راہنمائی کی۔ آج بھی عقیدہ ختم نبوت کے لئے امت کے نوجوان اپنی جانوں پر کھیلنے کے لئے تیار ہیں۔ بقیہ حضرات کے بیانات کے اقتباسات اس شمارہ کے دوسرے مضمون ’’چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں‘‘ میں ملاحظہ فرمائیں۔ راقم الحروف نے درج ذیل قراردادیں مجمع کے سامنے پیش کیں اور ان سے منظور کرائیں:

’’☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ’’38ویں آل پاکستان دوروزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر‘‘ کا یہ عظیم الشان اجتماع اللہ پاک کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہوئے تمام مدعوین، مندوبین وضلعی انتظامیہ اور شرکاء کانفرنس کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ حضرات کی تشریف آوری سے یہ کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

☆......تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قانون کو غیر مؤثر کرانے وختم کرانے کی قادیانی سازشیں بام عروج کو پہنچ چکی ہیں۔ یہ اجتماع حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کے خلاف اندرونی وبیرونی سازشوں کو بے نقاب کیا جائے۔

☆......فوج کا ماٹو جہاد ہے۔ جبکہ قادیانی جہاد اسلامی کے منکر ہیں۔ لہٰذا آئندہ انہیں فوج میں کمیشن نہ دیا جائے۔

☆......ملک بھر کے تمام سول اور فوج کے محکموں سے قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے۔

☆......یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا کا نفاذ کیا جائے۔ اور دیگر اقلیتوں کے اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف بھی تحویل میں لیا جائے۔

☆......اقوام متحدہ کے ہائی کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے جموں کشمیر برائے انسانی حقوق کے خلاف ورزیوں کے ضمن میں ۱۴ جون ۲۰۱۸ء کی رپورٹ جس میں آزاد کشمیر اسمبلی کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے عمل کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا ہے اور ساتھ آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان سے ناموس رسالت کا قانون 295-C کو بھی واپس کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مسلمانان عالم اقوام متحدہ کے ادارے کے اس غیر ذمہ دارانہ اور اس کے مینڈیٹ سے ہٹ کر کی گئی کارروائی کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم اقوام متحدہ کے ہر ادارے پر یہ واضح کرتے ہیں کہ ہم اقوام متحدہ کو اپنا مذہبی دارالافتاء نہیں مانتے۔ ادارے کو صرف ان ہی امور پر اپنی توجہ مرکوز رکھنی چاہئے جن کا اسے مینڈیٹ حاصل ہے۔

☆......قادیانیوں نے چناب نگر میں اپنا عدالتی نظام قائم کررکھا ہے، جو اسٹیٹ در اسٹیٹ کے مترادف ہے۔ لہٰذا چناب نگر میں سرکاری رٹ کو قائم کرتے ہوئے انہیں ملکی قانون کا پابند کیا جائے اور چناب نگر میں سیکورٹی کے نام پر قادیانیوں کی غنڈہ گردی اور مسلمانوں کو ہراساں کرنے کے عمل کا نوٹس لیا جائے۔

☆......ملک بھر کی عسکری تنظیموں پر پابندی ہے لیکن قادیانیوں کی تربیت یافتہ مسلح تنظیم خدام الاحمدیہ کو کھلی چھٹی دی جاچکی ہے۔ دیگر عسکری تنظیموں کی طرح قادیانیوں کی مسلح تنظیم خدام الاحمدیہ پر پابندی عائد کی جائے اور اس کے اثاثے بحق سرکار ضبط کئے جائیں۔

☆......کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چناب نگر کے باسیوں کو بلا استثناء مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

☆......یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دنیا بھر میں پاکستانی سفارت کاروں کے ذریعہ عالمی سطح پر اسلام اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کے جھوٹے پروپیگنڈہ کے تدارک کے لئے عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔‘‘

ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قادیانیت میں جکڑی ہوئی سادہ لوح قوم کو مرزا قادیانی پر دوحرف بھیج کر دین اسلام اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں آنے کی توفیق عطا فرمائے اور اگر ان کے مقدر میں ہدایت نہیں تو امت مسلمہ کو ان کی سازشوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیرت ومناقب

حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ

نام ونسب:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ”حَسَن“ (سین کی شد کے بغیر) ہے۔ آپ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بڑے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پیارے نواسے ہیں۔ آپ کی کنیت ”ابو محمد“ ہے، نسب کے اعتبار سے قریشی اور ہاشمی ہیں، اور پانویں خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کا نام ”حسن“ اور کنیت ”ابو محمد“ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔ آپ سے پہلے یہ کسی کا نام نہیں تھا بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”حسن“ اور ”حسین“ نام رکھنے تک یہ دونوں نام لوگوں سے مخفی رکھے۔ آپ کو ریحانۃ النبی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول) اور شبیہ النبی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ) جیسے قابل اعزاز القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے کہ آپ سر سے لے کر سینہ تک یعنی اوپر والے نصف بدن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

ولادت باسعادت اور متعلقہ امور:

راجح قول کے موافق آپ نصف رمضان المبارک سن ۳ ہجری میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے (دائیں) کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنے مبارک لعاب دہن سے آپ کے منہ میں گھٹی ڈالی۔ ولادت کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے سر کے بال مونڈ کران کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریاں ذبح کیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بکری ذبح کی (اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص لڑکے کی پیدائش پر صرف ایک بکری ذبح کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس سے بھی عقیقہ کی سنت ادا ہوجائے گی، اگرچہ دو بکریاں یا بکرے کرنا افضل ہے) اور اسی ساتویں دن آپ کا ختنہ کیا گیا اور نام رکھا گیا (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام ”حرب“ تجویز کیا تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل کر کے ”حسن“ رکھ دیا)۔

پرورش:

آپ کی بچپن میں کفالت اور دودھ پلانے کی سعادت حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوئی۔ یہ ام الفضل رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، ان کا نام ”لُبابہ بنت حارث“ تھا اور ”لُبابہ کبریٰ“ کے نام سے مشہور تھیں۔ یہ ابتدائے اسلام میں ہی ہجرت سے قبل مسلمان ہوگئی تھیں اور جلیل القدر صحابیات میں سے شمار ہوئیں۔

شروع میں حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے بدن مبارک کا ایک ٹکڑا میری گود میں آگرا ہے۔ آپ نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ان شاء اللہ! لڑکا پیدا ہوگا جس کی تم کفالت کروگی۔ چنانچہ ایک دن حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس لے کر آئیں اور انہوں نے آپ کی پیٹھ مبارک پر (اور ایک روایت میں سینۂ مبارک پر) پیشاب کردیا۔ اس پر حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ان کو ہلکا سا تھپڑ ماردیا (جیسا کہ بچے کو ڈانٹنے کے لئے کیا جاتا ہے) یہ دیکھ کر آپ نے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”مهلاً یرحمک اللّٰہ اوجعت ابنی“ ... اللہ تم پر رحم کرے، نرمی برتو، تم نے میرے بیٹے کو تکلیف دی ہے۔“

نکاح اور ازواج واولاد وغیرہ:

آپ نے ایک سے زیادہ نکاح کئے جن کی تعداد دس کے لگ بھگ ہے، یعنی مختلف اوقات میں آپ کے نکاح میں رہنے والی ازواج کی کل تعداد دس کے قریب تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹے اور بیٹیوں سے نوازا۔ ذیل میں آپ کی زوجات، صاحبزادے، صاحبزادیاں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کا مختصر اور اجمالی تذکرہ کیا

جاتا ہے تاکہ اس پاکیزہ خاندان کی برکات سے ہم مستفید ہوں کہ ان حضرات کا تذکرہ بھی باعثِ برکت ہے:

زوجات: خوالہ بنت منظور، ام بشر بنت ابی مسعود، ام اسحاق بنت طلحہ اور جعدہ بنت اشعث وغیرہ۔

صاحبزادے: حسن (جو کہ حسن مثنیٰ سے مشہور ہوئے) زید، عمرو، قاسم، ابوبکر، عبدالرحمٰن، حسین اور طلحہ (البتہ آپ کی آگے نسل صرف دو صاحبزادوں سے چلی: حسن مثنیٰ اور زید بن حسن)۔

صاحبزادیاں: فاطمہ، رقیہ، ام سلمہ، ام عبداللہ، ام الخیر۔

بھائی: (امام) حسین اور محسن۔ آپ کے باپ شریک بھائیوں میں سے ''محمد بن حنفیہ'' سب سے زیادہ مشہور ہیں، یہ بڑے عالم فاضل اور عابد وزاہد آدمی تھے۔

بہنیں: زینب اور ام کلثوم۔

چچا: طالب، عقیل اور جعفر۔

پھوپھیاں: ام ہانی اور جُمانہ۔

ماموں: قاسم، عبداللہ اور ابراہیم۔

خالائیں: زینب، رقیہ اور ام کلثوم۔

خلفائے راشدین کے زمانہ میں آپؓ کی زندگی:

عہد صدیق اکبر:

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ ابھی بچے تھے، اس کے باوجود حضرت ابوبکرؓ ان کا بہت احترام وتعظیم کرتے تھے اور ان کے ساتھ اس قدر والہانہ محبت کرتے تھے کہ ان پر فدا ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور پیار میں کہنے لگے: ''شبیہ بالنبی لا شبیہ بعلی''... یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہیں... حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرا رہے تھے۔

عہد فاروق اعظم:

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن خطابؓ بھی آپ کی بہت قدر اور عزت کرتے تھے اور حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ آپ کا زمانہ خلافت چونکہ فتوحات کا زمانہ تھا، اس لئے آپ مالی عطیات کے ذریعہ بھی حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی عزت افزائی فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کا سالانہ وظیفہ ان کی تعظیم کے پیش نظر، عام دستور سے ہٹ کر، بدری صحابہ کے برابر (یعنی ۵ ہزار درہم) مقرر کر رکھا تھا (جو کہ ہمارے زمانہ میں ساڑھے ۱۰ لاکھ روپے کے مساوی ہے) اور عہد فاروقی میں کسریٰ کے خزانے جب مدینہ طیبہ پہنچے تو ان کی تقسیم کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیا۔

اس کے علاوہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آ گئی تھیں، اس لئے آپ حضرات اپنی ہمشیرہ سے ملنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر بکثرت تشریف لایا کرتے تھے۔

۱۶ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے میں بیت المقدس فتح ہوا، اسی فتح کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے، اس وقت مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب وہاں سے واپس آنے لگے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت سے وہیں ''شام'' ٹھہر گئے۔ ایک مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ''ماھذہ الجفوۃ یا بلال؟ ما آن لک ان تزورنا؟''... بلال! یہ کیا جفا ہے؟ تم ہماری ملاقات کو بھی نہیں آتے... حضرت بلال رضی اللہ عنہ گھبرا کر اٹھے، سواری لی اور مدینہ طیبہ کی طرف چل دیے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر سیدھا آپ کی قبر اطہر پر آئے اور قبر شریف کے پاس خوب روتے رہے اور یہ کیفیت ہوگئی کہ اس پر دیر تک لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی، انہیں گلے لگایا اور چوما (اس وقت حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بچپن کی حدود سے نکل کر نوعمر لڑکے ہو چکے تھے)، حضرات کریمین رضی اللہ عنہما نے ان سے اذان دینے کی فرمائش کی۔ اس فرمائش کی تعمیل میں آپ نے اسی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کندھ کوٹ کے سرپرست مولانا عبدالجبار میمجو ایک سال علیل رہنے کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مرحوم نیک صالح، علماء، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام سے محبت کرنے والے انسان تھے۔ مولانا کے لواحقین میں نیک صالح اولاد بھائی مولانا عبدالعزیز میمجو مدرسہ خیرالمدارس اور مسجد اقصیٰ کندھ کوٹ میں ہے جو قیامت تک ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

دی، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھڑے ہوکر دیا کرتے تھے۔ جیسے ہی اذان شروع کی اور اللہ اکبر، اللہ اکبر کی آواز کانوں میں پڑی تو (ایک عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی آواز سننے سے) لوگوں پر عجیب حالت طاری ہوگئی، ہر طرف آہ و بکا شروع ہوگئی، طبیعتیں بے خود ہوگئیں حتیٰ کہ مستورات بھی گھروں سے باہر نکل آئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ۲۱ برس تھی۔ آپ پر جب ابولولو فیروز مجوسی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا تو حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ آپ کے پاس پہنچے، اس وقت حضرت عمرؓ اپنی آخرت کے معاملہ میں بہت فکرمند تھے اور رو رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تسلی دی کہ آپ کو جنت کی خوشخبری مبارک ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

’’سیدا اھل الجنۃ ابوبکر و عمر‘‘

...ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت کے (ادھیڑ عمر) لوگوں کے سردار ہیں... اس پر آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ اس بشارت کے گواہ ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہاں! میں گواہ ہوں اور پھر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم بھی میری اس گواہی پر گواہی دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔

عہد عثمان ذوالنورین:

حضرت عثمانؓ کا زمانہ خلافت گیارہ سال سے زائد مدت پر محیط رہا۔ ان کے زمانہ میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جوان مرد تھے اور اپنی عملی زندگی میں داخل ہوچکے تھے۔ انہوں نے دنیوی صاحبزادوں کی طرح گھروں میں رہ کر ناز و نعمت والی زندگی اپنانے کے بجائے اشاعت دین والی مجاہدانہ زندگی اختیار کی اور کئی جہاد کئے۔ ذیل میں ان حضرات کے جہاد کے صرف ایک دو واقعات درج کئے جاتے ہیں:

الف:... ۶ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے رضاعی بھائی حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا امیر مقرر کیا۔ اس سے پہلے ۲۵ھ میں حضرت عثمانؓ نے انہی عبداللہ بن ابی سرح کو افریقا کے جہاد کے لئے امیر بنایا تھا اور ساتھ ہی عقبہ بن نافع اور عبداللہ بن نافع کو بھی ایک ایک لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا تھا، مگر جہاد نہ ہوسکا۔ اب جس وقت ان کو پورے مصر کا امیر اور والی مقرر کیا گیا تو انہوں نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے افریقا کے جہاد کی اجازت اور اس کے لئے افرادی مدد طلب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ ٹھیک ہے، جہاد کے لئے لشکر روانہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کرکے مدینہ طیبہ سے ان کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر میں جو حضرات شامل ہوئے ان میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ لشکر روانہ ہوا۔ راستہ میں ’’برقہ‘‘ مقام پر ’’عقبہ بن نافع‘‘ سے ملاقات ہوئی، وہ بھی مسلمانوں کے ایک لشکر کی قیادت کرتے ہوئے جہاد کے لئے روانہ تھے۔ بہرحال! پھر یہ دونوں لشکر ’’طرابلس‘‘ اور پھر ’’افریقا‘‘ کی طرف روانہ ہوئے اور باقاعدہ جہاد اور قتال ہوا۔ یہی وہ جہاد ہے جس میں طرابلس کا مشہور بادشاہ ’’جرجیر‘‘ قتل ہوا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

ب:... ۳۰ ہجری میں سعید بن العاص کوفہ سے خراسان کی طرف جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے ساتھ ایک لشکر لیا جس میں بہت سارے صحابہ کرامؓ تھے۔ اس لشکر میں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی شریک ہوئے تھے۔ یہ لشکر سب سے پہلے ’’قومس‘‘ پہنچا، ان سے صلح ہوگئی۔ اس کے بعد ’’جرجان‘‘ پہنچا، ان سے بھی صلح ہوگئی، یہ صلح ۲ لاکھ (دینار) پر طے پائی۔ اس کے بعد لشکر ’’طمیسہ‘‘ پہنچا، یہ جرجان

قادیانی دجل و فریب سے کام لیتے ہیں

شکارپور (پ ر) ۲۲ ستمبر بعد نماز مغرب مسجد و مدرسہ حسن بن علی ہاشمی درشکارپور میں مولانا قاضی احسان احمد نے علماء و طلباء سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مرزائی سادہ لوح مسلمانوں کے پاس جاکر دجل و فریب کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے ہیں۔ علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ آنے والی نئی نسل کی ذہن سازی کرکے ان کو قادیانی فتنہ کے مقابلہ میں کھڑا کیا جائے۔ اس پروگرام کی سرپرستی مولانا قاری بشیر احمد رضا اور قاری نورالدین نے کی۔ مولانا ظفر اللہ سندھی نے بھرپور محنت کرکے جماعتی احباب کو دعوت دی۔ اللہ پاک ان تمام حضرات مولانا منیب احمد سومرو، مولانا محمد یوسف سومرو، مولانا قاری بشیر احمد، قاری نورالدین و دیگر احباب کو جزائے خیر دے، ان کے اداروں کو ترقی دے اور دین کی محنت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کے علاقہ میں سمندر کے کنارے ایک شہر تھا۔ یہاں باقاعدہ جہاد کی نوبت آئی، اہل طمیسہ کے ساتھ لڑائی ہوئی اور زوردار لڑائی ہوئی حتی کہ اس جنگ کے دوران مسلمانوں نے ''صلوٰۃ الخوف'' پڑھی اور ہتھیلیوں پر جانیں رکھ کر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے، بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ خاص طور پر حضرت حسنؓ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ جہاد جرجان کے لئے جاتے ہوئے وہ ''اصبہان'' میں مجاہدانہ حیثیت سے داخل ہوئے تھے، وہاں سے گزر کر پھر جرجان گئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تیس سال سے کچھ اوپر ہو چکی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے کچھ مدت قبل باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ (گھیراؤ) کرلیا تھا اور نعوذ باللہ! آپ کی جان کے دشمن ہو گئے تھے۔ اس محاصرہ کے زمانہ میں بہت سارے صحابہ کرامؓ نے آپ کے پاس حاضر ہو کر (اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے) ان باغیوں کے خلاف دفاعی کارروائی کی اجازت مانگی مگر حضرت عثمان تقویٰ کی بنا پر مدینۃ الرسول میں اپنی ذات کی وجہ سے خون بہانا پسند نہیں فرماتے تھے، اس لئے ان حضرات کو کارروائی کی اجازت نہیں دی۔

اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے ان حضرات میں حضرت حسنؓ بھی تھے، چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن رباح بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابوقتادہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے (جبکہ ان کے گھر کا گھیراؤ کیا جا چکا تھا) اور ان سے حج کی اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دے دی اور ہم نے ان سے یہ بھی عرض کیا کہ اس وقت جو حالات بن چکے وہ آپ کے سامنے ہیں، اس میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو۔ ہم نے عرض کی: ہمیں اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت بھی کہیں ان باغیوں کے ساتھ نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: بس مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو چاہے وہ جدھر ہو۔ پھر ہم وہاں سے اٹھ کر آگئے، جب ہم باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت حسنؓ اندر جا رہے ہیں تو ہم بھی واپس ان کے ساتھ ہو لئے تاکہ معلوم کریں کہ یہ کیا کہتے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کو کیا جواب دیتے ہیں؟ انہوں نے اندر جا کر کہا: امیرالمؤمنین! میں حاضر ہوں، آپ مجھے جو حکم فرمائیں میں تیار ہوں۔ حضرت عثمان نے فرمایا: ''اجلس یا ابن اخی! حتی یاتی اللّٰہ بامرہ'' ... میرے پیارے بھتیجے! آپ بس بیٹھ جائیں (اور اس معاملہ میں کچھ نہ کریں) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر پوری فرمادے... پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا: میں دنیا نہیں چاہتا یا یہ فرمایا کہ میں لڑائی نہیں چاہتا۔ دراصل حضرت عثمان، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ نواسۂ رسول کو ان کی وجہ سے ادنیٰ سی کوئی تکلیف پہنچے، اس لئے ان کو کارروائی کی اجازت نہیں دی۔

اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیرالمؤمنین کے حکم کی بدولت دفاعی کارروائی تو نہیں کی البتہ اپنی محبت کی وجہ سے امیرالمؤمنین کی حفاظت کے لئے ان کے مکان پر موجود رہے۔ اس حفاظت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان باغیوں کے ہاتھوں زخمی بھی ہوئے مگر اپنی خوشی سے ان کی حفاظت پر ثابت قدم رہے۔ اس حفاظت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی تھے۔

ان حضرات کی حفاظت کے باوجود ان ظالم باغیوں نے گھر کی دیواریں پھلانگ کر حضرت عثمان رضی اللہ کو شہید کردیا، یہ المناک واقعہ جمعہ کے دن عصر کے بعد پیش آیا۔ شہید کرنے کے بعد ان بدبختوں نے آپ کے جنازے اور کفن دفن میں بھی رکاوٹ ڈالنے کی بھرپور کوشش کی مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور چند مزید صحابہ کرامؓ نے ہمت کر کے اسی دن ہی، مغرب اور عشاء کے درمیان آپ کے جنازے اور تدفین کا انتظام کیا اور پھر اسی رات آپ کو جنت البقیع کے قریب ایک باغ میں دفن کر دیا، بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس باغ کو جنت البقیع میں شامل کرادیا تھا۔ (جاری ہے)

کمالات نبوت ختم ہیں حضرت محمد ﷺ پر

خدا کی بندگی کا لطف ہرگز پا نہیں سکتے　　رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جو اپنا نہیں سکتے
مدینہ کے گلی کوچے بسے ہیں جس کی نظروں میں　　کسی گلشن کے گل بوٹے اسے بہلا نہیں سکتے
ہزاروں بولہب آئیں ہزاروں بوجہل آئیں　　غلامان محمد ﷺ کو کبھی بہکا نہیں سکتے
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کو چھوڑنے والے　　نبی ﷺ کے پاک دامن کی ہوا بھی پا نہیں سکتے

مولانا امام علی دانش

جناب نگر میں

ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں

رپورٹ:مولانا عبدالنعیم،لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۰،۱۱ر اکتوبر ۲۰۱۹ء کو مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس حرمین شریفین کے تحفظ و ملکی سلامتی کی رقت آمیز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور دینی تعلیمات و اسلامی اقدار کا تحفظ کیا جائے گا۔ علماء کرام اور دینی مدارس کو دیوار سے لگانے کی سازشیں ملک میں انارکی پھیلانے کے مترادف ہے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ کی روشنی میں قادیانیوں کو اسلامی شعائر، کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کے استعمال سے منع کیا جائے۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ بنیادی اور کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ شرکائے کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ قادیانی تخریب کار ادارے اور عسکریت پسند تنظیمیں خدام الاحمدیہ، انصاراللہ، لجنہ اماء اللہ اور تنظیم اطفال الاحمدیہ پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں کی صدارت نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد و پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی، خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد، مولانا سید جاوید حسین شاہ فیصل آباد نے کی، جب کہ کانفرنس سے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا شاہ محمد اویس نورانی، پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، میاں محمد اجمل قادری، قاضی ارشد الحسینی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی عبدالرشید، قاری مشتاق الرحمن راولپنڈی، خواجہ مدثر محمود تونسہ شریف، جناب نظام الدین سیالوی، جماعت اسلامی کے نائب امیر جناب لیاقت بلوچ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی راشد مدنی، جمعیت اہلحدیث کے علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری کے علاوہ پشاور کے ممتاز عالم دین مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، قاری احسان اللہ فاروقی نقشبندی اور سید سلمان گیلانی سمیت متعدد مذہبی راہنماؤں نے شرکت و خطاب کیا۔

ملکی سلامتی واستحکام کے لئے ضروری ہے کہ دوہری شہریت اور گرین کارڈ کے حامل قادیانی افراد پر کڑی نظر رکھی جائے: مولانا پیر ناصرالدین خاکوانی

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان محاذ ختم نبوت پر پوری قوم کو بیدار کرنے کا فریضہ سرانجام دے کر پوری امت پر احسان عظیم کر رہی ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ پاکستان کا مذہبی طبقہ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لئے حساس تر رہا ہے۔ بائیس کروڑ عوام میں مذہبی طبقہ اپنے خاص ماحول میں دینی خدمت سرانجام دے کر اسلامی اقدار کو فروغ دے تو حکومت کو تشویش لاحق ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ مذہب کے نام پر سیاست کر رہے ہیں۔ ہمارے ملین مارچ کے مقاصد، تحفظ ناموس رسالت اور اسلام دشمن قوتوں کا راستہ روکنا ہے۔ جب حکومت بیرونی ممالک کے مالیاتی اداروں کی شرائط پر آسیہ کو رہا کرے گی تو مذہبی طبقہ اپنے آئینی احتجاج کا حق ضرور استعمال کرے گا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا کسی مولوی کا نہیں بلکہ منتخب پارلیمنٹ کا تاریخی فیصلہ ہے۔ پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت پر جان قربان کرنے والے

عاشقان رسول اب بھی موجود ہیں۔

مولانا شاہ اویس نورانی نے کہا کہ چاروں اطراف سے اسلام پر یہودو قادیانی لابیوں کے حملے بڑھ رہے ہیں میڈیا چینلز کا علماء کرام اور دینی قوتوں کی آزادی رائے کو کوریج نہ دینا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے مذہبی طبقات کی تہذیب و مقاصد کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں دبا سکتی۔عمران خان کے دور حکومت میں کشمیر کو نقشے سے ہٹانا اسرائیلی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت برصغیر کا پیچیدہ مسئلہ ہے۔فتنہ قادیانیت کو عالمی استعمار کی مکمل حمایت حاصل رہی ہے،اسی لئے مرزا قادیانی نے خود کہا کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔اس شجرۂ خبیثہ کو کاشت بھی انہوں نے کیا۔آبیاری انہوں نے کی اور آج پوری دنیا میں ان قادیانیوں کو تحفظ بھی فراہم کر رہا ہے۔فتنہ قادیانیت ہر اعتبار سے امت مسلمہ پر حملہ آور ہے۔ ہمارے اکابر و اسلاف نے ہمیشہ امت کی راہنمائی کی۔آج بھی عقیدہ ختم نبوت کے لئے امت کے نوجوان اپنی جانوں پر کھیلنے کے لئے تیار ہیں۔

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کہا کہ ۱۹۷۴ء میں اسلامیانِ پاکستان کی مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں کئی دنوں کی بحث کے بعد پاکستان کی پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ فتنہ قادیانیت کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ فیصلہ پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ تھا۔آج پوری دنیا میں جمہوریت کا فیصلہ حجت قرار دیا جاتا ہے تو پھر پاکستانی پارلیمنٹ کی جمہوریت کا فیصلہ حجت کیوں نہیں۔ دراصل ان کو مغرب کی پشت پناہی حاصل ہے اور پوری دنیا میں ان کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کی جاری ہے۔

قاضی مشتاق الرحمٰن نے کہا کہ ختم نبوت کا دشمن اس تاک میں بیٹھا ہے کہ وہ کس طرح اسلامی شعائر اور ہمارے عقائد پر حملہ آور ہو، مسیلمہ کذاب سے لیکر مرزا قادیانی تک قصر نبوت میں ڈاکہ زنی کرنے کی کوشش کی گئی۔صاحبزادہ خواجہ مدثر محمود خانقاہ تونسہ شریف نے کہا کہ موجودہ حکمرانوں نے جب ختم نبوت کا تحفظ نہ کیا تو دنیا نے دیکھ لیا کہ آج ہم پوری دنیا میں تنہا ہو چکے ہیں۔جو نبی عالمین کے لئے رحمت ہو اس کی ختم نبوت بھی عالمین کے لئے ہے۔آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ہوتے ہوئے کسی انگریزی نبی کی نبوت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ افضل ترین کام ختم نبوت کا تحفظ ہے۔

قادیانی بیوروکریٹس ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو ختم کر کے سیکولر اسٹیٹ بنانے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں: مفتی شہاب الدین پوپلزئی

علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ 1974ء میں ہمارے پارلیمانی لیڈروں نے دلائل کے ساتھ قادیانیوں کو چاروں شانے چت کیا۔مرزا قادیانی کی کتابیں کذب و افتراء، تحریف و الحاد اور تضادات کا مجموعہ ہیں۔مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ مرزا قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے نارمل اور شریف انسان ثابت نہیں ہوتا۔ عقیدہ ختم نبوت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ مولانا پیر ناصرالدین خاکوانی نے کہا کہ ایمان کے تحفظ کا آزمودہ نسخہ صلحاء اور اہل حق سے روحانی واصلاحی تعلق جوڑنا ہے۔قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا مجاہدین ختم نبوت اور اراکین پارلیمنٹ کا تاریخی کارنامہ ہے ملکی سلامتی واستحکام کے لئے ضروری ہے کہ دوہری شہریت اور گرین کارڈ کے حامل قادیانی افراد پر کڑی نظر رکھی جائے۔

مفتی راشد محمود نے کہا کہ ہمارے تمام عقائد واعمال کی بنیاد ختم نبوت کا عقیدہ ہے۔ہم قرآن سنت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ناموس رسالت پر جان دینے کو سعادت دارین یقین کرتے ہیں۔اسلام دشمن قوتیں توحید وسنت کے پروانوں کو منتشر کرنے کی سازشیں کر رہی ہے۔ ہمارے عقائد تہذیب اور ہمارے تعلیمی اداروں کو اغیار کے تابع کیا جارہا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کہا کہ علماء کرام اور اسلامیان پاکستان تحفظ ختم نبوت اور دفاع ناموس رسالت کے مقدس مشن کی آبیاری کو دنیا و آخرت کی سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ آج پوری قوم افواج پاکستان کی قومی و ملی خدمات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔افواج پاکستان ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی چوکیداری کر رہی ہیں۔اور دینی مدارس ،ملک کی نظریاتی

قادیانی دجل وفریب کے ذریعے ختم نبوت کے معانی ومطالب میں تحریف وتکذیب کرکے نوخیز نسل کو گمراہ کررہے ہیں: سیّد کفیل شاہ بخاری

سرحدوں کی حفاظت پر مامور ہیں۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ صرف علماء کرام اور مفتیان عظام کا نہیں تھا بلکہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا تھا بلکہ سیشن کورٹوں، ہائیکورٹوں، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت سے لے کر کینیا، رابطہ عالم اسلامی، انڈونیشیا اور جنوبی افریقا کی عدالتیں بھی قادیانیوں کے کفر وارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں پوری دنیا میں پاکستان کو بدنام کرنے کے عوض قادیانیوں کو پذیرائی ملتی ہے۔ فرضی رپورٹوں کے بدلے یورپی ممالک کے ویزوں کی قادیانیوں کے لئے انعامی اسکیم نکلی ہوئی ہے۔

مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کہا کہ قادیانی بیوروکریٹس ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو ختم کر کے سیکولر اسٹیٹ بنانے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں، قانون تحفظ ناموس رسالت ختم کرنے کی سازشیں کی جاری ہیں۔

مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی نے کہا کہ جو بھی نبوت کے سایہ میں آئے گا، نبوت کا نور پائے گا۔ تمام انبیاء کرام نے بھی آخری نبی کی گواہی دی۔ تمام اقوام عالم کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ دنیا کا امن شریعت پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ نظام شریعت کے نفاذ سے دنیا میں امن قائم ہوگا۔ اس امت کے علماء قرآن وسنت کے وارث ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔

مولانا محمد عمر مکی نے کہا کہ سب طاقتوں کا مالک اللہ ہے۔ امریکہ اور اس کے حواری ناکام ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جب تشریف لائیں گے تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان فرمائیں گے۔ ہم اس عقیدہ ختم نبوت کے چوکیدار ہیں۔

سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے لئے عظیم نعمت ہے۔ رسالت ونبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا امت میں سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت پر ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے ختم نبوت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جس گروہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چن لیا اس کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے۔ جو نبی کا غلام ہے ہم اس کے غلام ہیں۔ سیکولرازم کو ملک میں نہیں چلنے دیں گے۔ کشمیر بھی آزاد ہوگا اور انڈیا کے بھی ٹکڑے ہوں گے۔

مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ جس کا تعلق ختم نبوت سے نہیں ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دنیا کی تمام استعماری طاقتیں عقیدہ ختم نبوت سے ہمارا رشتہ توڑنا چاہتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام اور ختم نبوت کا چوکیدار بنایا ہے۔ کشمیری مسلمان دو ماہ سے زیادہ عرصہ محصور ہیں۔ انسانی حقوق کا درس دینے والے اب کہاں ہیں؟ حکمرانو! ہوش کے ناخن لو، پاکستان کو سیکولر نہیں بننے دیں گے۔ مستقبل اسلام، مسلمان اور مجاہدین ختم نبوت کا ہے۔

سیّد کفیل بخاری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی بدولت دین کے تمام شعبے مکمل طور پر میسر آئے، ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاملات اور معاشرے کے تمام سلسلے کی عمارت عقیدہ ختم نبوت پر قائم ہے۔ ختم نبوت پر ایمان کے بغیر کوئی عبادت بھی بارگاہ ایزدی میں درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ قادیانی دجل وفریب کے ذریعے ختم نبوت کے معانی ومطالب میں تحریف وتکذیب کر کے نوخیز نسل کو گمراہ کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے مخالفین کو زندگی بھر گالیاں دیتا رہا۔

مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر نے کہا کہ قادیانیوں کے اکھنڈ بھارت کے نظریات کے دستاویزی ثبوت ریکارڈ پر ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ پلیٹ فارم پاکستان کے استحکام اور سلامتی کی ضمانت دیتا ہے۔

مولانا قاضی عبدالرشید ناظم پنجاب وفاق المدارس نے کہا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر لوٹ مار اور کرپشن کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ ہم ۱۹۷۳ء کے آئین کے دفاع کی جنگ لڑ کے ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ مدارس ملک و ملت کی بقا کا ذریعہ ہیں۔ دینی مدارس کے خلاف کسی منفی پروپیگنڈا کو برداشت نہیں کریں گے۔ مزید کہا کہ میڈیا اسلام مخالف قوتوں کو اہمیت دیتا

ہے اور دینی جماعتوں نے مذہبی اور غیر متنازعہ پروگراموں کی لائیو کوریج کرنے میں جانبداری کا مظاہرہ کر رہا ہے پاکستان کی تاریخ میں سب سے پہلے قادیانیوں نے آئین کی خلاف ورزی کی اور آئین کا عالمی سطح پر مذاق اڑایا۔قادیانی میڈیا عالمی سطح پر ویزوں کے حصول کے لئے اسلام اور پاکستان کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرتا ہے۔

قاری اکرام الحق مردان نے کہا کہ قادیانیت کے خاتمہ تک ہماری کوشش جاری رہے گی۔ختم نبوت کے غداروں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید فاروقی چوک سرور شہید نے کہا کہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے ہمیشہ ناکام و نامراد ہوئے اور مجاہدین ختم نبوت ہمیشہ کامیاب ہوئے۔ختم نبوت کے کام کرنے کا بدلہ جنت ہے۔مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے قادیانی ملعون کافر و مرتد ہے اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں ختم نبوت کے تحفظ کا کام آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے تحفظ کا کام ہے۔

قبل ازیں کانفرنس کی مختلف نشستوں سے مولانا توصیف احمد، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مفتی محمد خالد میر، مولانا رضوان عزیز، مولانا نور محمد ہزاروی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا نقیر اللہ اختر، مولانا محمد عابد کمال، مولانا شاہد عمران عارفی، مولانا محمد قاسم گجر، طاہر بلال چشتی، مولانا تجمل حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے تحفظ کے ساتھ ملک کے دفاع کا فریضہ بھی ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے۔ ہمیں ہر حال میں اسلام کا عَلم اور پاکستان کا پرچم بلند رکھنا ہوگا۔

کانفرنس کی جھلکیاں

☆......قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کو ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کی گونج میں اسٹیج پر لایا گیا۔شرکاء نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔

☆......11/اکتوبر کی صبح کو جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور نے منفرد اور ممتاز انداز میں درس قرآن ارشاد فرمایا جو کہ سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سماعت کیا۔

☆......سیکورٹی پر مورچہ زن رضا کاران ختم نبوت شرکاء کے ساتھ مثالی ڈسپلن، اپنائیت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے رہے۔

☆...... سیکورٹی پلان کے انچارج دارالقرآن فیصل آباد کے حضرت مولانا غلام فرید اور مجاہدین ختم نبوت مانسہرہ تھے۔

☆......کانفرنس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کے علاوہ عقیدہ توحید، عظمت صحابہؓ، اہل بیتؓ اور حیات عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا مہدی علیہ الرضوان، اصلاح معاشرہ اور استحکام پاکستان کے موضوعات پر بھی خطابات ہوتے رہے۔بعض مقررین فتنہ قادیانیت ملک کی موجودہ صورت حال پر بھی گفتگو کرتے رہے۔

☆......کانفرنس میں شہدائے ختم نبوت کے جرأت مندانہ کردار کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور تحریک ختم نبوت میں شامل تمام مکاتب فکر کے علماء کا تذکرہ خیر بھی ہوتا رہا۔

☆......کانفرنس میں مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی کے حفاظ اور متخصصین حضرات کی دستار بندی کا سماں قابل دید اور قابل رشک تھا۔

☆......کانفرنس کے پنڈال میں خطبہ جمعہ اور نماز کے فرائض خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد نے سرانجام دیئے۔جبکہ جامع مسجد ختم نبوت میں مولانا غلام رسول دین پوری نے خطبہ جمعہ و نماز جمعہ پڑھائی۔

☆......بجلی بحران کے باعث کانفرنس کے منتظمین نے متعدد پاور فل جنریٹروں کا انتظام کیا ہوا تھا۔جو کہ آفتاب نیم روز کا کام دیتے رہے۔

☆......کانفرنس کی مکمل کاروائی انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر بھی نشر ہوتی رہی۔

☆......منتظمین نے شرکاء کانفرنس کے لئے خوراک، رہائشی کمروں، رہائشی کوارٹروں، چھولداریوں اور معلومات عامہ کے لئے تجربہ کار ٹیموں کی خدمات حاصل کیں۔پنڈال سے چند میٹر کے فاصلے پر مسلم پارک میں خوردونوش کا وسیع انتظام موجود تھا۔

☆......کانفرنس کی کوریج کے لئے میڈیا

مدارس ملک وملت کی بقا کا ذریعہ ہیں دینی مدارس کے خلاف کسی منفی پروپیگنڈا کو برداشت نہیں کریں گے: مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر

سیل سے مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد وسیم اسلم اور مولانا عبدالنعیم رحمانی نے اپنے رفقاء سمیت مفوضہ امور سرانجام دیئے۔

☆.....ماہنامہ لولاک ملتان اور ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے سالانہ خریدار بننے کے لئے شرکاء کانفرنس قائم کردہ دفتر میں سالانہ رقوم جمع کرواتے رہے۔

☆.....معروف شاعروں اور نعت خوانوں کی طرف سے دربار رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے پر سامعین کیف وسرور کی حالت میں جھومتے رہے اور شان رسالت زندہ باد کے نعرے بلند کرتے رہے۔

☆.....کانفرنس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالہ سے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور امتناع قادیانیت ایکٹ کے نفاذ کے حوالہ سے صدر ضیاء الحق مرحوم کا تذکرہ خیر بھی ہوتا رہا۔

☆☆..........................☆☆

قاری زبیر احمد طاہری کی وفات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ہمارے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے بھتیجے عزیزوں اور غریب ساتھیوں میں سے تھے۔ خواجہ عبدالرزاق کو اللہ پاک نے زینہ اولاد سے سرفراز فرمایا۔ ان کے فرزندانِ گرامی میں خواجہ عبدالستار، خواجہ عبدالغفار، خواجہ بلال احمد، خواجہ زبیر احمد، خواجہ ابوبکر موخرالذکر تینوں فرزندانِ گرامی کو موصوف نے حافظ وقاری بنایا۔

خواجہ قاری زبیر احمد استاذ القراء حضرت قاری محمد طاہر مہاجر مدنیؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ قرآن پاک از بریاد تھا۔ حضرت قاری محمد طاہرؒ نے ان سے ایک ہی مجلس میں پورا قرآن پاک سنا۔ قاری محمد طاہرؒ بہت سخت مزاج تھے۔ جامعہ قاسم العلوم میں تجوید وقرأت کے صدر مدرس رہے۔ ابتداً سال میں ان کی درسگاہ میں پچاس ساٹھ طلبا کرام داخل ہوتے جبکہ آخر سال میں دس بارہ بچے جو استاذ محترم سے سند فراغت حاصل کرتے۔ قاری محمد زبیر ان فاضل قرأ میں سے تھے۔ خانیوال، مظفر گڑھ، مان کوٹ، ملتان اور دیگر کئی مقامات اور جامعات میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

موصوف ملتان کے ایک اور مایہ ناز استاذ حفظ وقرأت کے پاس گئے کہ انہیں تدریس کے لئے کوئی جگہ عنایت فرمائیں اور انہوں نے قرآن پاک سے دو رکوع سنے اور انہیں اپنے شاگردوں میں شامل فرمالیا۔ جب حضرت قاری محمد طاہرؒ کو معلوم ہوا کہ دوسرے استاذ قرأت نے انہیں اپنے شاگردوں میں تحریر کیا ہے تو فرمایا کہ آپ میں کیا کمی تھی کہ آپ دوسرے قاری صاحب کے شاگرد بن گئے؟ میں نے تو آپ کو کندن بنادیا تھا، تو موصوف نے بتلایا کہ انہوں نے مجھ سے صرف دو رکوع سنے اور اپنے شاگردوں میں لکھ دیا۔

موصوف جب مظفر گڑھ میں مدرس وامام تھے تو ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں، مجلس اور اس کے مشن سے بہت محبت فرماتے، کئی سالوں سے اپنا آبائی پیشہ تجارت کو اپنالیا اور گیس سلنڈروں کی دکان ملتان میں کھاد فیکٹری کے قریب بنائی اور رزق حلال کمانے میں مصروف ہوگئے۔ احتیاطی تدابیر بھی اختیار کیں، نشست سے ۱۲۰ فٹ دور سلنڈر رکھے ہوئے تھے۔ چند روز قبل ایک صاحب سلنڈر بھروانے کے لئے آئے اور ان کا سلنڈر لیک تھا، گیس لیک ہورہی تھی۔ ایک سگریٹ نوش قریب سے گزرے، گیس نے آگ کو اپنی طرف کھینچا اور دھماکا ہوا۔ آناً فاناً آگ نے گودام اور قریبی دکانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، کئی ایک حضرات آگ سے متاثر ہوئے۔ قاری محمد زبیر طاہریؒ جو اپنے استاذ قاری محمد طاہر مہاجر مدنیؒ کی نسبت سے طاہری کہلاتے تھے، ان کا جسم اسی فیصد متاثر ہوا، ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ تدبیر پر تقدیر غالب آئی اور موصوف یکم محرم الحرام ۱۴۴۱ھ کو راہی ملک عدم ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راقم الحروف نے جمعیت علماء اسلام تحصیل شجاع آباد کے امیر خواجہ عبدالمالک زید مجدہ کو فون کیا تاکہ قاری محمد زبیر طاہریؒ کے برادر اکبر خواجہ عبدالغفار کا نمبر معلوم کر کے عیادت کرسکوں تو خواجہ عبدالمالک نے ان کی وفات کی خبر سنائی اور چند منٹ بعد جنازہ کی اطلاع دی۔ بندہ نے عزیزم قاضی احسان احمد سلمہ کو گاڑی نکالنے کا کہا اور خیر پور کی عیدگاہ وجنازہ گاہ میں پہنچے۔ جنازہ میں شجاع آباد اور مضافات کے ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ و قرا اور سیاسی ومذہبی راہنماؤں نے شرکت کی۔

جنازہ سے پہلے جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے استاذ الحدیث مولانا مفتی محمد طیب سلمہ نے حدیث پاک کے حوالہ سے بتلایا کہ جو آگ سے متاثر ہوکر مرے وہ شہید ہوگا۔ مشہور تبلیغی بزرگ مولانا کریم بخش بانی ومہتمم جامعہ عمر بن خطاب کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں اپنے آباؤ اجداد کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اساتذۂ کرام

مقام اور ذمہ داریاں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

حقیقت یہ ہے کہ تعلیم وتدریس نہایت ہی مقدس اور معزز پیشہ ہے، ہر مذہب اور ہر سماج میں اساتذہ کو بڑا احترام حاصل رہا ہے؛ کیوں کہ سماج میں جو کچھ بھلائیاں اور نیکیاں پائی جاتی ہیں اور خدمت خلق کا جو سروسامان موجود ہے، وہ سب در اصل تعلیم ہی کا کرشمہ ہے اور درس گاہیں ان کا اصل سرچشمہ، اسلام کی نگاہ میں انسانیت کا سب سے مقدس طبقہ پیغمبروں کا ہے، پیغمبر کی حیثیت اپنے اُمتی کی نسبت سے کیا ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہی کہ نبی انسانیت کا مربی اور معلم ہوتا ہے، وہ تعلیم بھی دیتا ہے اور انسانیت کو اس علم کے سانچہ میں ڈھالنے کی بھی کوشش کرتا ہے:

”یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ“

(آل عمران:۱۶۴)

اسی لئے اساتذہ کا احترام اسی قدر ضروری ہے جتنا اپنے والدین کا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہاءِ صحابہ میں ہیں، حدیث کی نقل و روایت اور فہم و درایت میں بھی بڑے اعلیٰ درجہ کے مالک ہیں اور تفسیر و فہم قرآن کا کیا پوچھنا کہ اُمت میں سب سے بڑے مفسر مانے گئے ہیں؛ لیکن اس مقام و مرتبہ کے باوجود صورتِ حال یہ تھی کہ حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کی سواری کی رکاب تھام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں اہل علم کے ساتھ اسی سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

(مستدرک حاکم:۳/۴۲۳)

خلف احمر مشہور امام لغت گزرے ہیں، امام احمدؒ ان کے تلامذہ میں ہیں؛ لیکن علومِ اسلامی میں مہارت اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے امام صاحب کو اپنے استاذ سے بھی زیادہ عزت ملی، اس کے باوجود امام احمدؒ کبھی ان کے برابر بیٹھنے کو تیار نہیں ہوتے اور کہتے کہ آپ کے سامنے بیٹھوں گا؛ کیوں کہ ہمیں اپنے اساتذہ کے ساتھ تواضع اختیار کرنے کا حکم ہے۔

(تذکرۃ السامع والمتکلم ص:۸۷)

امام شافعیؒ امام مالکؒ کے شاگردوں میں ہیں، کہتے ہیں کہ جب میں امام مالکؒ کے سامنے ورق پلٹتا تو بہت نرمی سے کہ کہیں آپ کو بار خاطر نہ ہو۔ (حوالہ سابق، ص:۸۸)

خود قرآن مجید نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے، باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مقامِ نبوت پر فائز تھے؛ لیکن انہوں نے نہایت صبر اور تحمل کے ساتھ حضرت خضر کی باتوں کو برداشت کیا اور بار بار معذرت خواہی فرمائی، امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں منقول ہے کہ اپنے استاذ حمادؒ کے مکان کی طرف پاؤں کرنے میں بھی لحاظ ہوتا تھا؛ امام صاحبؒ نے خود اپنے صاحب زادہ کا نام اپنے استاذ کے نام پر رکھا، قاضی ابویوسفؒ کو اپنے استاذ امام ابوحنیفہؒ سے ایسا تعلق تھا کہ جس روز بیٹے کا انتقال ہوا اس روز بھی اپنے استاذ کی مجلس میں حاضری سے محرومی کو گوارا نہیں فرمایا۔

بدقسمتی سے اب اساتذہ اور طلبہ (بالخصوص نئے فضلاء) کے درمیان محبت واحترام کا یہ جذبہ مفقود ہے، طلبا اپنے اساتذہ کو ایسی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا وہ ان کے حریف اور فریق ہیں، نقل و حرکت اور نشست و برخاست میں ادب واحترام تو بہت دور کی چیز ہے، رو در رو فقرے چست کرنے اور جملے کسنے میں بھی کوئی حجاب نہیں، ظاہر ہے اس بے احترامی اور بے اکرامی کے ساتھ کیوں کر کسی شخص سے فیض یاب ہوا جا سکتا ہے؟

جو شخص جتنے بلند مقام و مرتبہ کا حامل ہو، اسی نسبت سے اس کی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں، استاذ باپ کا درجہ رکھتا ہے؛ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو وہی محبت اور پیار بھی دے، جو ایک باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے طلبہ کی نسبت سے فرماتے تھے کہ اگر ان پر ایک مکھی بھی بیٹھ جاتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

(تذکرۃ السامع، ص:۹۴)

سلف صالحین کو اپنے شاگردوں سے ایسی محبت ہوتی کہ ان کی نجی دشواریوں کو بھی حل کرتے، امام شافعیؒ بڑے اعلیٰ درجہ کے فقیہ و محدث ہیں، یہ حصول علم کے لئے مدینہ پہنچے،

غریب آدمی تھے، امام مالکؒ نے اپنے اس ہونہار شاگرد کو خود اپنا مہمان بنایا اور جب تک مدینہ میں رہے، ان کی کفالت کرتے رہے، پھر جب امام شافعیؒ نے مزید کسبِ علم کے لئے کوفہ کا سفر کرنا چاہا تو سواری کا نظم بھی کیا اور اخراجاتِ سفر کا بھی اور شہر سے باہر آکر نہایت محبت سے آپ کو رخصت کیا، امام شافعیؒ کوفہ آئے اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید امام محمدؒ کی درس گاہ میں بحیثیت طالب علم شریک ہوگئے، یہاں بھی امام محمدؒ نے ذاتی طور پر امام شافعیؒ کی کفالت فرمائی؛ بلکہ بھرپور تعاون فرمایا، امام شافعیؒ اس حال میں کوفہ پہنچے کہ نہایت ہی معمولی کپڑا آپ کے جسم پر تھا، امام محمدؒ نے اسی وقت ایک قیمتی جوڑے کا انتظام فرمایا، جو ایک ہزار درہم قیمت کا تھا، پھر جب امام شافعیؒ کو رُخصت کیا تو اپنی پوری نقدی جمع کرکے تین ہزار درہم انہیں حوالہ کئے۔

(جامع بیان العلم لابن عبد البر، ص:۸۶۲)

امام ابو یوسفؒ کے والد دھوبی کا کام کرتے تھے اور بڑی عسرت کے ساتھ گزر اوقات ہوتی تھی؛ بلکہ اس افلاس و مجبوری کی وجہ سے ان کے والدین کو امام ابو یوسفؒ کا پڑھنا پسند نہیں تھا، وہ چاہتے تھے کہ آپ کسبِ معاش میں مصروف ہوں اور گھر کے اخراجات میں ہاتھ بٹائیں، امام ابوحنیفہؒ ان کی ذہانت اور طلبِ علم کے شوق سے بہت متاثر تھے، اس لئے آپ نے بنفسِ نفیس ان کے اخراجات برداشت کئے۔

آج کل عصری تعلیمی اداروں کی صورتِ حال یہ ہے کہ تدریس محض درس گاہ کی ملازمت نہیں کہ آدمی تکمیل ضرورت کے لئے کچھ تنخواہ لے لے اور بے غرضی کے ساتھ اپنے شاگردوں کو پڑھائے؛ بلکہ تدریس ایک ایسی تجارت بن گئی ہے کہ جس کے لئے کسی سرمایہ اور دکان کی ضرورت نہیں، اساتذہ تاجر ہیں اور طلبہ گاہک! اساتذہ اسکولوں اور کالجوں میں قصداً غیر معیاری اسباق دیتے ہیں اور اسباق کو تشنہ رکھتے ہیں؛ تاکہ طلبہ ان سے ٹیوشن پڑھیں اور کم وقت کی زیادہ قیمت ادا کرنے پر آمادہ ہوں، ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض دانش گاہوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لئے بھی ''شایانِ شان نذرانہ'' پیش کرنا ہوتا ہے!

یہ ایسی شرم ناک بات ہے کہ شریف النفس لوگوں کے لئے اس کا تذکرہ بھی گراں خاطر ہے، ایک ایسا مقدس رشتہ جو مکمل طور پر بے غرضی پر مبنی ہے، جو ایک دوسرے سے بے لوث محبت اور بے پناہ شفقت کا متقاضی ہے اور جو تعلیم گاہیں اِنسانیت، محبت اور فرض شناسی کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہیں، وہیں سے ایسی بد اخلاقی اور حرص و طمع کا سبق ملے تو پھر کون سی جگہ ہوگی جہاں انسان کو انسانیت کا سبق مل سکے گا؟

حماد بن سلمہ ایک مشہور محدث گزرے ہیں، ان کے ایک شاگرد نے چین کا تجارتی سفر کیا اور کچھ قیمتی تحائف اپنے استاذ کی خدمت میں پیش کئے، استاذ نے فرمایا کہ اگر یہ تحفے قبول کروں گا تو آئندہ پڑھاؤں گا نہیں اور پڑھاؤں گا تو یہ تحفے قبول نہیں کرسکتا۔

(الکفایۃ للخطیب، ص:۳۵۱)

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) کا حال یہ تھا کہ صرف تیس روپے ماہانہ پر خدمت فرماتے تھے، اس درمیان بعض رئیسوں کی طرف سے تین سو اور پانچ سو روپے ماہانہ پر کام کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ نے معذرت کردی اور فرمایا کہ اللہ کے یہاں ان ہی پیسوں کا حساب دینا مشکل ہے، اگر اور زیادہ پیسے لئے جائیں تو ان کا حساب تو اور بھی دشوار ہوگا۔

مسئلہ صرف پیسوں ہی کے لین دین کا نہیں؛ بلکہ ہر طرح کی نصح و ہمدردی کا ہے، ابن جماعہ نے خوب لکھا ہے کہ استاذ کا فرض ہے کہ وہ اپنے لئے جو پسند کرتا ہے وہی اپنے شاگردوں کے لئے پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند ہے اسے اپنے شاگردوں کے لئے بھی ناپسند سمجھے۔

(تذکرۃ السامع، ص:۹۴)

استاذ کو اپنے شاگرد سے بے حد محبت ہونی چاہئے اور اسے ہر وقت اس کا خیر خواہ ہونا چاہئے، جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کی ترقی پر خوش ہوتا ہے اور اس کی ناکامی پر کبیدہ خاطر، یہی تعلق ایک استاذ کو اپنے شاگردوں کے ساتھ ہونا چاہئے، یہ تعلق بے غرض اور بے لوث ہو اور پاکیزگی پر مبنی ہو، اگر اساتذہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ طلبہ میں ان کے تئیں وہی احترام نہ پیدا ہو جن کا ذکر ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ تدریس کے لئے کسی شخص کا انتخاب اہلیت اور لیاقت کی بناء پر ہونا چاہئے نہ کہ تعلقات اور دوسری بنیادوں پر؛ اس لئے کہ تدریس نہایت ہی اہم اور نازک کام ہے، مشہور بزرگ ابو بکر شبلی سے منقول ہے کہ جو شخص قبل از وقت کسی منصب پر فائز ہو جائے وہ در اصل اپنی رسوائی کے درپے ہے:

''من تصدر قبل اوانہ فقد تصدر لھوانہ''

(تذکرۃ السامع و المتکلم:۵۴)

اہلیت کا مطلب یہ ہے کہ جس مضمون کی تدریس اس کے حوالہ کی جارہی ہے، وہ واقعی اس مضمون میں عبور رکھتا ہو اور اپنے اخلاق و عادات کے اعتبار سے بھی انگشت نمائی سے محفوظ ہو۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مضمون پر مناسب محنت کرتا ہو اور اس کے مطالعہ و تحقیق میں ارتقاء اور تسلسل ہو کہ اس کے بغیر وہ اپنے طلبہ کو کما حقہ فیض یاب نہیں کرسکتا، وہ اوقاتِ درس کا پابند ہو اور اپنے وقت کو طلبہ کی امانت تصور کرتا ہو، قرآن مجید نے کم ناپنے تولنے کی بڑی مذمت فرمائی ہے اور اہل علم نے لکھا ہے کہ ناپ تول کی کمی میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ وہ ملازمت کے اوقات میں سے کوئی حصہ اپنی ضرورت میں اور مفوضہ کام کے علاوہ کسی اور کام میں خرچ کرے، یہ بھی ایک طرح کی چوری ہے اور ان اوقات کی اجرت اس کے لئے حلال نہیں۔

اساتذہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ طلبہ کی نفسیات کا شعور رکھتے ہوں اور عملی زندگی میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوں، طالب علم کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کرنا اور اس کی تذلیل کے درپے ہونا نہایت اوچھی بات ہے اور کسی بھی طرح استاذ کے شایانِ شان نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمولِ مبارک تھا کہ اگر کسی کی غلطی پر ٹوکنا ہوتا تو تنہائی میں توجہ دلاتے اور اگر متعدد افراد کو اس غلطی میں مبتلا دیکھتے تو مجمع عام میں کسی کا نام لئے بغیر مبہم انداز میں توجہ دلاتے؛ چوں کہ مقصود اصلاح ہے نہ کہ انتقام، ایسا بھی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بعض لوگوں نے مسجد میں پیشاب کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی بہانے کا حکم دیا اور کسی ناگواری کا اظہار کئے بغیر محبت کے ساتھ سمجھانے پر اکتفا فرمایا، بعض طلبہ بظاہر شر پسند ہوتے ہیں؛ لیکن اگر تنہائی میں بلا کر ان کی تفہیم کی جائے اور ان کی ذہانت کو تخریبی کاموں کے بجائے تعمیری کاموں کی طرف موڑ دیا جائے تو آسانی ان کی اصلاح ہوجاتی ہے اور وہ قوم کے لئے ایک مخلص عنصر ثابت ہوسکتے ہیں۔

اساتذہ کے لئے علمی لیاقت کے ساتھ اخلاقی اقدار بھی نہایت ضروری وصف ہے، استاذ کو اتنا باوقار ہونا چاہئے کہ اس کی ایک نگاہِ درشت سے طلبہ سہم جائیں، اگر اساتذہ خود اخلاقی پستی میں مبتلا ہوں، طلبہ سے سطحی گفتگو کرتے ہوں، ان کے سامنے فحش ہنسی مذاق کیا کرتے ہوں، ان کے کردار کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہو اور ان کی زبان و بیان سے وقتاً فوقتاً سوقیانہ پن اور پھوہڑ پن کا اظہار ہوتا ہو، تو بجا طور پر طلبہ ان کو اپنا بے تکلف دوست سمجھتے ہیں اور استاذ کا درجہ نہیں دیتے؛ کیوں کہ یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان خود کتنا بھی برا ہو، وہ اپنے بزرگوں کو اس سے ماوراء دیکھنا چاہتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سماج اور قوم کی تعمیر میں اساتذہ کا بڑا رول ہے، وہ نہ صرف طلبہ بلکہ سماج کے لئے بھی قابل احترام ہیں؛ لیکن اسی قدر ضروری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مقام کو پہچانیں اور جیسے وہ اپنے حقوق کے لئے احتجاج کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں برتتے، اسی طرح؛ بلکہ اس سے بڑھ کر وہ اپنے فرائض و واجبات پر بھی نگاہ رکھیں اور خود احتسابی سے بھی غافل نہ ہوں۔

☆☆..............☆☆

مسلمانوں کا المیہ

مسلمانوں کی قومی زندگی کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے قومی اور تہذیبی معاملات پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بہت کم اور جذباتیت کے ساتھ زیادہ غور کرتے ہیں، چنانچہ ان کو ایسے لیڈر پسند ہیں، جو اسٹیج پر کھڑے ہو کر اشتعال انگیز باتیں کہہ جائیں، مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کا بھیانک نقشہ ان کے سامنے پیش کریں اور اس زبوں حالی میں جن لوگوں کا دخل ہے ان کو بُرا بھلا کہیں، اسی طرح وہ ان اخبارات کی طرف زیادہ مائل ہیں، جن کی تنقید وصاف بیانی کا نشتر زیادہ سے زیادہ تیز ہو!

اس کے برخلاف جو زعما اور اکابر اپنے اپنے حلقوں میں ٹھوس، مفید اور تعمیری کام انجام دے رہے ہیں، مگر زبان اور قلم دونوں کو محتاط اور اپنے قابو میں رکھتے ہیں، ان کی مسلمانوں میں نہ زیادہ پوچھ ہے اور نہ ان کے دلوں میں ان کی زیادہ قدر ہے، یہی وجہ ہے کہ جو مخلص ٹھوس تعمیری کام انجام دے رہے ہیں، جن کے نتائج آگے چل کر مسلمانوں کی قومی زندگی بنانے میں نہایت عظیم الشان اور دُور رَس ہوسکتے ہیں اور ان شاء اللہ ہوں گے، ان کی طرف سے قوم کی بے اعتنائی اور بے توجہی کا یہ عالم ہے کہ ان غریبوں کو اپنا کام چلانا بھی مشکل ہے اور ان کے برعکس جن لوگوں کی قومی قیادت کی معراج گلے کی رگیں پھلا کر، آنکھوں کو شربار کرکے اور جسم کو مرغ بسمل کا ہمزاد بنا کر چند تقریریں کرلینا ہے، ان کا کوئی کام رکا ہوا نہیں ہے۔ (برہان، اپریل 1954ء)

مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی و دعوتی اسفار

مسجد فاروقیہ لودھراں: لودھراں شہر کے ذمہ دار مولانا محمد مرتضٰی ہیں، ان کے والد گرامی مولانا محمد موسیٰؒ لودھراں میں مناظر ختم نبوت تھے۔ لودھراں ضلع کے کسی چک اور بستی سے قادیانیوں کی کوئی خباثت معلوم ہوتی تو مولانا محمد موسیٰؒ خم ٹھوک کر میدانِ عمل میں آتے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک کہ وہ مسئلہ حل نہ کرا لیتے۔ مولانا محمد موسیٰؒ کے ایک فرزند تو جماعت اسلامی میں چلے گئے جبکہ مولانا محمد مرتضٰی اپنے والد کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے ہیں۔ ہر ماہ کسی نہ کسی مسجد یا ہوٹل میں ختم نبوت کے حوالے سے پروگرام منعقد کراتے رہتے ہیں۔ ۴؍ستمبر کو انہوں نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ، جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، کی یاد میں جامع مسجد فاروقیہ عقب ڈسٹرکٹ ہسپتال لودھراں میں تقریب کا اہتمام کیا۔ تقریب ۴؍ستمبر مغرب سے عشاء تک منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز معروف قاری قرآن قاری ولی اللہ مدظلہ کی تلاوت سے ہوا۔

تلاوت کے بعد راقم نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور اس کے یادگار فیصلہ سے متعلق تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا، تقریب جلسہ کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ راقم نے سامعین سے عہد لیا کہ ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

ہمارے حضرت بہلویؒ (مولانا محمد عبداللہ) کے خلیفہ اکبر حضرت مولانا سیّد بشیر احمد شاہ تھے، جنہوں نے دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث شرف کیا۔ ۱۹۷۳ء میں انتقال فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے تین فرزندان گرامی ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ جو جمعیت علماء اسلام کے ایک عرصہ تک امیر رہے۔ دوسرے فرزند ارجمند پنجاب کے معروف خطیب مولانا سیّد محمد اسماعیل شاہ کاظمی ہیں جن کی خطابت کا طوطی بولتا ہے۔ چھوٹے بیٹے قاری عبدالحفیظ شاہ کاظمی ہیں، ان کے اصرار پر ایک ہوٹل میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں راقم (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) مہمان خصوصی تھے۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد سیّدنا فاروق اعظم:

مسجد ہذا احمد پور شرقیہ کی خوبصورت ترین مسجد ہے، جس کی بنیاد زاہد السالکین حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم نے ۲۰۰۶ء میں رکھی، جبکہ مدرسہ کا سنگ بنیاد احمد پور شرقیہ کے نامور علماء وقراءٔ حضرت پیر جی سیّد عبدالعلیم شاہ اور ان کے بھائی پیر جی سیّد عبدالقدیر شاہؒ نے رکھا، مسجد کی سنگ بنیاد سے دو سال قبل ۲۰۰۴ء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ کے مہتمم اور مسجد کے متولی جناب قاری خلیل احمد ہیں۔ مسجد ۶۰ فٹ لمبی اور ۳۶ فٹ چوڑی ہے اور برآمدہ کی لمبائی اس سے بھی زائد ہے۔ مدرسہ میں ۱۰۰ مسافر طلبا سمیت ۲۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں جو ۵ اساتذہ کرام کی زیر نگرانی تعلیم و تعلم کا فریضہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ۶؍ستمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مسجد فاروق اعظم و مدرسہ سیّدنا ابوہریرہ میں دیا، جس میں ۶؍ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے شہداء، ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی تحریک کے شہدأ ختم نبوت اور شہدائے کربلا کو خراج تحسین پیش کیا۔

ظہرانہ کا اہتمام جناب شیر محمد قریشیؒ، جن کا تقریباً دو ماہ قبل انتقال ہوا، ان کے فرزند گرامی جناب خورشید عالم اور جنید عالم اور دیگر برادران نے کیا۔ جمعہ سے فارغ ہو کر بہاول پور واپسی ہوئی۔

۷؍ستمبر یوم ختم نبوت سیمینار: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پریس کلب بہاولپور میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ، جس میں نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، کی یاد میں ۷؍ستمبر کو ۱۱ بجے سے دو بجے دوپہر تک ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت مجلس بہاولپور کے نائب امیر مولانا مفتی عطاء الرحمٰن شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم مدنیہ نے کی۔ سیمینار سے جامعہ اسلامی مشن کے صدر مدرس مولانا عبدالرزاق، جماعت اسلامی کے حکیم اکرام الحق، جمعیت علماء اسلام کے مشتاق احمد وڑائچ، جناب ظفر اقبال اعوان ایڈووکیٹ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کے بیانات ہوئے۔ آخری بیان راقم کا ہوا۔

اسٹیج سیکریٹری کے فرائض دارالعلوم کے

استاذ مولانا صہیب مصطفیٰ نے سرانجام دیئے۔ مقررین نے کہا کہ اسلامیان برصغیر کی طویل ترین جدوجہد رنگ لائی اور نوے سال کے بعد قادیانی کافر قرار دیئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ جس دن مرزا قادیانی نے نبوت کا ڈھونگ رچایا، قرآن پاک، احادیث نبویہ، اجماع امت اور فقہ اسلامی کی رو سے وہ کافر ہوگیا۔ لیکن قانوناً انہیں کافر قرار دلوانے کے لئے نوے سال تک طویل ترین جدوجہد کرنا پڑی تا آنکہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ انہیں کافر قرار دیا۔ اس عظیم الشان آئینی ترمیم کا بہر صورت تحفظ کیا جائے گا اور اس کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تمام سامعین کی خدمت میں بریانی کے پیکٹ تقسیم کئے گئے۔

سیّد عبدالرشید شاہ بخاری زید مجدہ کے والد گرامی حضرت حافظ سیّد عبدالحمید خانقاہ سراجیہ کے دوسرے شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے مسترشدین میں سے تھے۔ پولیس سے انسپکٹر ریٹائر ہوئے، ہمارے حضرت خواجہ صاحبؒ کے خدام میں سے تھے۔ جناب سردار فضل محمود خاکوانی جو پولیس سے ایس پی ریٹائر ہوئے جن کا تذکرہ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ کے مکتوبات میں کثرت سے ملتا ہے، حضرت حافظ صاحبؒ سردار صاحب کے ہاں محکمانہ کام کی وجہ سے مہمان ہوئے، جب کھانے کا وقت ہوا تو اپنے بیگ سے چھولے، کھانے وغیرہ نکال کر چبالئے اور پانی کا گلاس نوش فرمالیا۔ سردر صاحب کے گھر سے کھانا آیا اور تھوڑی دیر کے بعد ملازم برتن لینے کے لئے آیا تو برتنوں میں کھانا ویسے کا ویسا موجود تھا، جب سردار صاحبؒ گھر تشریف لائے تو گھر والوں نے تمام روداد بیان کی۔ سردار صاحبؒ نے حافظ صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ نے کھانا نہیں کھایا؟ تو فرمایا کہ میرے شیخ کا حکم ہے کہ اپنے محکمہ کے افسروں کے گھر سے کھانا تناول نہ کیا کریں۔ سردار صاحب نے کہا کہ آپ کے شیخ کون ہیں؟ فرمایا حضرت کندیاں والے مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ۔ سردار صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ کے شیخ کی زیارت کے لئے چلتے ہیں تو سردار صاحب، حافظ صاحب کو لے کر خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لے گئے اور حضرت ثانیؒ کی زیارت کی اور بیعت ہوگئے۔ میں نے ان کی کئی مرتبہ زیارت کی۔ جب حضرت خواجہ صاحبؒ بہاولپور یا ملتان تشریف لاتے تو میزبانی کا شرف سردار صاحبؒ یا ان کے فرزندان گرامی کے حصہ میں آتا۔ بہرحال حافظ عبدالحمید شاہ بخاریؒ فانی الشیخ اور فانی ختم النبوۃ تھے۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں رہا اور ان کی خدمت میں بارہا حاضری ہوتی۔ انتہائی عقیدت ومحبت سے ملتے اور اپنے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف سے مجلس کی رسید کٹواتے، ان کے بیٹوں میں سے ایک فرزند گرامی سیّد عبدالرشید بخاری ہیں، ان کی دعوت پر انور کالونی بہاولپور میں حاضری ہوئی اور کافی دیر گفتگو ہوتی رہی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حمائتیاں بغداد الجدید بہاولپور کا یونٹ بہت فعال اور متحرک یونٹ ہے، حمائتیاں سیٹلائٹ ٹاؤن، شاداب کالونی بہاولپور میں کئی ایک تعلیمی ادارے اور اکیڈمیاں ہیں جن میں سینکڑوں طلبا اور طالبات زیر تعلیم ہیں۔ قادیانی اسٹوڈنٹس کی سرگرمیاں بھی اس علاقہ میں خاصی ہیں۔ قادیانی طلبا اور طالبات اپنے گھروں میں مسلمان طلبا اور طالبات کو دعوتیں دیتے ہیں اور خالی الذہن طلبا کو ملائیشیا اور آسٹریلیا میں تعلیم اور دوسرے ویزوں کا لالچ دیتے ہیں۔ مقامی علماء کرام کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس علاقہ میں ۱۵ روزہ دروسِ ختم نبوت کا اہتمام کیا اور ان دروس میں اسٹوڈنٹس کو خاص طور پر دعوت دی۔ ان دروس میں راقم الحروف نے ۵، ۶ اور ۷ ستمبر کی تقریبات میں شرکت کی۔

پہلا بیان: جامع مسجد الرحمٰن المعروف اوڈاں والی بہاری کالونی سیٹلائٹ ٹاؤن میں مغرب سے عشاء تک منعقد ہوا جس میں تحریک ختم نبوت میں اسلامیانِ پاکستان کی قربانی پر روشنی ڈالی۔ مہمان خصوصی ضلع مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی تھے۔

دوسرا بیان: ۶ ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب جامع مسجد قبا شاداب کالونی میں ہوا، جس میں دو سو سے زائد سامعین نے شرکت کی۔ پروگرام کا اہتمام ہمارے بہت ہی بزرگ دوست حافظ محمد صالحؒ چک نمبر ۸ ڈی این بی یزمان کے نبیرہ حافظ مولانا عبدالاحد نے کیا، جبکہ تلاوت قرآن حافظ صاحبؒ کے بھانجے حافظ محمد طیب نے کی۔ مولانا محمد اسحاق ساقی نے خصوصی شرکت کی، عصرانہ حافظ عبدالاحد نے دیا۔

تیسرا بیان: ۷ ستمبر بعد نماز مغرب جامع مسجد صدیق اکبر چک نمبر ۹ بی سی میں ہوا۔ اس کا اہتمام مولانا احمد حسین نے کیا۔ مذکورہ بالا یونٹ کے زیر اہتمام دو فری ڈسپنسریاں چک نمبر ۹ بی سی اور مضافات میں کام کر رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان فری خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ مولانا عبدالحفیظ، مولانا شفیق الرحمٰن، قاری محمد طارق، محمد امجد متحرک رفقاء میں سے ہیں، ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے یہ پروگرام منعقد ہوئے۔ قاری امجد اور ان

دوستوں نے راقم کو حیدرآباد کے لئے سوار کیا۔

مولانا شجاع آبادی کا دورہ حیدرآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چار روزہ تبلیغی دورہ پر حیدرآباد تشریف لائے۔

۸؍ستمبر کو ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ شاہ ولی اللہ ٹنڈو فضل روڈ پر علماء کنونشن منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا عبدالسلام قریشی مدظلہ نے کی۔ جامعہ مفتاح العلوم کے استاذ الحدیث مولانا سیف الرحمن، ڈویژنل مبلغ مولانا توصیف احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کنونشن کا مقصد علماء کرام کو ۴؍اکتوبر کو میانی روڈ حیدرآباد میں منعقد ہونے والی ڈویژنل کانفرنس کی تیاری کے لئے درخواست کرنا تھا۔ درجنوں علماء کرام نے نہ صرف شرکت کا وعدہ فرمایا بلکہ ۴؍اکتوبر سے پہلے آنے والے تمام جمعات میں اعلان کا بھی وعدہ فرمایا۔ تقریب کا اہتمام مولانا ربیع الدین اور مولانا سلیم اللہ نے کیا۔

۸؍ستمبر عشاء کی نماز کے بعد دوسرا پروگرام ہاشمی کالونی کی ہاشمی مسجد میں ہوا، جس میں مضافات کی مساجد کے ائمہ اور خطباء نے بھرپور شرکت کی۔ صدارت ضلعی امیر مولانا عبدالسلام قریشی مدظلہ نے کی۔ یہاں بھی مولانا سیف الرحمن آرائیں، مولانا توصیف احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے اور کانفرنس میں شرکت کے لئے رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جامع مسجد ہاشمی کے مولانا سراج احمد نے تمام شرکاء کانفرنس کے اعزاز میں کھانے کا بھی انتظام کیا۔

۹؍ستمبر ۱۰ بجے صبح جامعہ فاطمۃ الزہرا کلبنات جامشورو میں علماء کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت و اہتمام مولانا غلام شبیر چنڈ نے کیا اور انہیں کی نظامت میں علماء کرام کی ایک رابطہ کمیٹی قائم کی گئی۔ رابطہ کمیٹی نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے دامے، درمے، سخنے، قدمے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

۹؍ستمبر ظہر کی نماز کے بعد ہمارے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے برادر اکبر مولانا رب نواز کے قائم کردہ ادارہ جامعہ خاتم النبیین کوٹری میں علاقہ کے علماء کرام کا کنونشن منعقد ہوا، جس میں مولانا سیف الرحمن آرائیں، مولانا توصیف احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ تقریب کا اہتمام مولانا عاصم جلال پوری نے کیا۔ صدارت حاجی محمد زمان خان نے کی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد قبا فیض القرآن شیدی گوٹھ قاسم آباد میں جماعتی احباب کا اجلاس ہوا، جس میں مقامی علماء کرام کے علاوہ نمازیوں نے بھی دلچسپی سے شرکت کی۔ مولانا سیف الرحمن آرائیں اور مخدوم روشن صدیقی نے خصوصی شرکت کی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و حفاظت پر تفصیلی بیان کیا۔

۱۰؍ستمبر ۱۰ بجے صبح جامعہ عثمانیہ ٹنڈو جام میں علماء کنونشن منعقد ہوا جس میں مضافات کی مساجد کے ائمہ و خطباء نے خاصی تعداد میں شرکت کی۔ سندھ کے محبوب ترین خطیب حضرت سائیں عبدالغفور قاسمیؒ کے شاگرد رشید مولانا غلام محمد سومرو، مولانا توصیف احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے اور کانفرنس کے لئے رابطہ کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو آلہ یار میں ملک کے نامور علماء کرام نے علوم و معارف کے دریا بہائے۔ حضرت تھانویؒ کے ہمشیرزادہ جنہوں نے ڈھاکا میں پاکستان کا پرچہ لہرایا، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ، خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا سیّد بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا سلیم اللہ خان سابق صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا اشفاق الرحمن کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد وجیہ، حضرت مولانا جمشید علی خان، حضرت مولانا خلیل الرحمن، حضرت مولانا یار محمد بروہیؒ، حضرت مولانا غلام قادر مریؒ جیسی جبال العلم شخصیات یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کے مہتمم خطیب پاکستان مولانا احتشام الحق تھانویؒ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ''لائق فرزندان گرامی'' کی اہلیت پر ایک عرصہ یہ دارالعلوم ماتم کناں رہا۔ اس کی زمینوں پر لوگوں نے قبضہ کرلیا، اب یہ ادارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوچکا ہے۔ مولانا ذوالفقار علی مدظلہ جیسا فقیر منش عالم دین اس کا اہتمام و انصرام سنبھالے ہوئے ہیں، ان کی نوازش سے ۱۰؍ستمبر ۳ بجے سہ پہر علماء کرام کا کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت ضلعی امیر مولانا راشد محبوب مدظلہ نے کی۔ مولانا راشد محبوب، مولانا توصیف احمد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا افتخار احمد نظامانی نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ مولانا مفتی محمد عرفان مہتمم جامعہ صدیق اکبر نے رفقاء و مدرسین سمیت خصوصی شرکت کی۔

ختم نبوت مرکز میرپور خاص

ہمارے سابق مبلغ مولانا محمد علی صدیقیؒ ایک عرصہ تک اس علاقہ مع تھرپارکر کے مبلغ

رہے،ان کا ہیڈ کوارٹر مدینہ مسجد تھا۔ان کی وفات کے بعد مدینہ مسجد کی کمیٹی نے دفتر کے لئے کمرہ دینے سے انکار کردیا تو موجودہ مبلغ مولانا مختار احمد نے ایک عرصہ دربدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ اللہ پاک نے اپنی جگہ عطا فرمائی، مبلغ موصوف باہمت نوجوان ہیں۔ان کی مساعی جمیلہ سے مختصر عرصہ میں مسجد اور دفتر کی تعمیر معرض وجود میں آئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

•۸ر ستمبر عشاء کی نماز کے بعد مرکز ختم نبوت میں علماء کنونشن منعقد ہوا جس میں میرپور خاص کے علماء کرام اور جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا مختار احمد نے سرانجام دیئے۔مولانا توصیف احمد اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔مولانا محمد عاصم جلال پوری زید مجدہ نے آج کے تینوں پروگراموں میں خصوصی شرکت کی اور اپنی گاڑی میں مبلغین ختم نبوت کو اٹھائے لئے پھرتے رہے اور میرپور سے فارغ ہوکر حیدرآباد کا سفر کیا۔رات قیام و آرام دفتر ختم نبوت آٹو بھان روڈ میں رہا۔

۱۱ر ستمبر صبح دس بجے مدرسہ کنزالعلوم ٹنڈو میاری میں علاقہ کے علماء کرام، مشائخ عظام اور جماعتی رفقاء کا کنونشن منعقد ہوا۔میزبانی کے فرائض مولانا حاجی جمن نے سرانجام دیئے۔تلاوت ونعت کے بعد مولانا توصیف احمد اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے اور اس موقع پر ضلع ٹنڈو میاری کے لئے رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

جامع مسجد قبا ہالہ ناکہ

۱۱ر ستمبر ظہر کے بعد کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت مولانا گلزار احمد نے کی۔ ہالہ ناکہ اور مضافات کی مساجد کے علماء کرام، خطباء عظام نے شرکت کی اور مولانا گلزار احمد کی نظامت میں رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ راقم نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور علماء کرام سے ہر نماز کے ساتھ ساتھ اور آنے والے جمعات میں کانفرنس میں شرکت کے لئے عامۃ المسلمین کو تیار کرنے کی درخواست کی۔

آخری پروگرام جامع مسجد ابراہیم خلیل اللہ ہیرآباد میں امیر حیدرآباد مولانا عبدالسلام قریشی کی صدارت میں منعقد ہوا۔مولانا سیف الرحمٰن آرائیں مہمان خصوصی تھے، خطاب بھی موصوف کا ہوا۔راقم کی دعا سے کنونشن اختتام پذیر ہوا۔ (جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس، ضلع جنوبی کراچی

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد جامعہ احتشامیہ تھانوی مسجد جیکب لائن میں کیا گیا۔کانفرنس کا آغاز بعد نماز عشاء قاری محمد مدنی کی تلاوت سے ہوا جبکہ حمد ونعت حافظ حبیب اللہ ارمانی نے پیش کی۔ بعدازاں راقم نے کانفرنس کی غرض وغایت بیان کی۔ جامعہ احتشامیہ کے مہتمم خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے جانشین، سابق سینیٹر، حضرت مولانا تنویرالحق تھانوی دامت برکاتہم نے اپنے خطبۂ صدارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا اور تمام خدمات کو خوب سراہا۔کانفرنس کے مہمان خصوصی جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا قاضی منیب الرحمٰن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گلی گلی، محلہ محلہ اس فکر کو اجاگر کرتے ہوئے کوشش میں لگے رہنا اہلِ اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ دین کی بقا ہے،اگر اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہم نے کوشش نہ کی تو کل قیامت والے دن سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق خود کو کیسے ٹھہرا سکتے ہیں؟ آج کی یہ عظیم الشان کانفرنس اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم یہ عہد کرکے اٹھیں کہ زندگی کی آخری سانس تک ہم خود اور ہماری نسلوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کریں گے۔حکومت وقت کو خبردار کرتے ہیں کہ قادیانیت سے متعلق اپنے ناپاک عزائم سے باز آجائے اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کرے۔بعدازاں صاحبزادہ محترم تبشیر الحق تھانوی نے بارگاہ رسالت مآب میں ہدیۂ نعت اور حافظ حبیب اللہ ارمانی نے ترانۂ ختم نبوت پیش کیا۔اختتامی کلمات تنظیم العلماء پاکستان کے جنرل سیکریٹری قاری اللہ داد صاحب نے ادا کئے۔حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا، پروگرام کا اختتام قاری صاحب کی دعا پر ہوا۔ پروگرام میں جمعیت علماء اسلام ضلع جنوبی کے امیر مولانا نورالحق، پیر طریقت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی، مولانا حامد، مولانا فاروق، مولانا حضرت حسین، مولانا مسعودالرحمٰن لغاری، مولانا رضاءاللہ، امیر صواب، مولانا نعیم اللہ، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا صلاح الدین، مولانا سعید، مولانا صبیح، قاری عبدالرحمٰن سمیت دیگر کئی علماء کرام اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیفی خدمات

(۳)

مرسلہ: جناب خالد محمود صاحب

رحمت اللہ بیت اللہ میں:

ہندوستان سے مہاجرین کی ایک تعداد نے مکہ معظمہ کا رخ کیا، مولانا نے بھی مرکز اسلام کعبہ مشرفہ کو نشانِ منزل بنایا تاکہ بیت اللہ کے زیر سایہ خدمت اسلام کا کوئی پہلو نکل سکے۔ آپ سے پہلے سیّدالطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ ہجرت فرما کر مکہ معظمہ پہنچ چکے تھے اور باب عمرہ سے متصل رباط داؤدیہ کے ایک حجرے میں مقیم تھے۔ صبح صادق کا وقت تھا کہ مولانا رحمت اللہ مکہ معظمہ پہنچے، مطاف میں حضرت حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی، عمرہ کے بعد دونوں حضرات جائے قیام پر آ گئے، یہ سلطان عبدالعزیز خاں کا دورِ خلافت تھا اور شریف عبداللہ بن عون ''امیر مکہ'' تھا۔ سیّد احمد دحلان شیخ العلماء تھے اور مسجد حرام میں درس دیا کرتے تھے۔ ایک دن درس میں شیخ نے کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اپنے مذہب شافعی کو ترجیح دیتے ہوئے حنفیہ کے دلائل کو کمزور قرار دیا، درس کے بعد مولانا نے شیخ سے پہلی ملاقات کی اور مسئلہ کے بارے میں طالب علمانہ انداز میں سوالات اٹھائے، گفتگو علمی اور طویل ہوگئی، شیخ کو بھی اندازہ ہوگیا کہ سائل طالب علم نہیں بلکہ ذی استعداد عالم ہے۔ شیخ کے اصرار پر مولانا نے مختصراً کچھ تعارف کرایا۔ شیخ بہت خوش ہوئے، گھر پہ دعوت کی، مناظرہ اور ردّ عیسائیت کی دیگر مساعی کا تذکرہ سن کر بے حد مسرت کا اظہار کیا، علماء حرم میں آپ کا نام درج کرایا اور مسجد حرام میں باقاعدہ حلقہ کی اجازت دلائی۔

قسطنطنیہ کا سفر:

مناظرے میں تاریخی شکست کے بعد پادری فنڈر کا ہندوستان میں رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا، چنانچہ لندن کی چرچ مشنری سوسائٹی نے اسے یہاں سے نکالا اور قسطنطنیہ (استنبول) بھیج دیا تاکہ وہاں کوئی کام کرے۔ اس نے وہاں جا کر سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم کے سامنے ڈینگے مارنا شروع کردیں کہ میں ہندوستانی علماء کو شکست دے آیا ہوں، میرا وہاں ایک مسلمان عالم سے مذہبی مناظرہ ہوا تھا، جس میں عیسائیت کو فتح اور اسلام کو ناکامی ہوئی۔ سلطان کو اس پہ بڑی حیرت ہوئی، تحقیق حال کے لئے شریف مکہ عبداللہ پاشا کے نام فرمان جاری کیا کہ: ''حج کے زمانے میں ہندوستان سے باخبر حضرات آئیں تو ان سے پادری فنڈر کے مناظرے اور انقلاب ۱۸۵۷ء کے خاص حالات معلوم کرکے بابِ خلافت کو مطلع کیا جائے۔'' شریفِ مکہ کو اس مناظرے کی تفصیل سیّد احمد دحلان کی زبانی معلوم ہوچکی تھی، چنانچہ انہوں نے فوراً خلیفہ کو صحیح معلومات فراہم کرتے ہوئے لکھا: ''جس عالم سے یہ مناظرہ ہوا ہے وہ خود یہاں موجود ہے۔'' سلطان نے مولانا کو طلب کرلیا، چنانچہ آپ ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۴ء میں شاہی مہمان کی حیثیت سے پہنچے۔ فنکار صلیبی فنڈر کو مولانا کی آمد کا علم ہوا تو فوراً دامِ تزویر سمیٹ کر وہاں سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے ایک مجلس علماء منعقد کی جس میں وزراءِ سلطنت کے علاوہ اہلِ علم اصحاب کو مدعو کیا گیا اور حضرت مولانا سے ہندوستان میں مذہب عیسوی کی شکست اور انقلاب ۱۸۵۷ء کے حالات سنے۔ مسیحی مبلغین کے فتنے کو روکنے کے لئے پابندیاں لگائیں اور سخت احکام جاری کئے۔ سلطان نے نہایت محبت و ادب اور التفاتِ شاہانہ کے ساتھ مولانا کی دینی خدمات پر قدر افزائی کی، تمغہ مجیدیہ عطا کیا اور مستقل وظیفہ بھی مقرر کیا۔

اظہار الحق کی تصنیف:

سلطان المسلمین عبدالعزیز خان نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ ردِ عیسائیت کی تمام اہم مباحث اور تحقیق کو قلم بند فرمادیں۔ پادری فنڈر سے جن موضوعات پر آپ کا مناظرہ طے پایا تھا، ان کے حوالے سے ہمارے علماء کو تیاری کروا دیں۔ صدر اعظم خیرالدین پاشا نے بھی اس پر اصرار کیا، چنانچہ مولانا نے ان کی خواہش پر عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس میں

مسئلہ تثلیث، نسخ، تحریفِ بائبل، حقانیت قرآن اور صداقت رسالت محمدی پر سیر حاصل بحث لکھی۔ اکبر آباد کے مناظرے میں پادری فنڈر سے موضوع بحث بھی یہی طے ہوئے تھے۔آپ نے رجب ۱۲۸۰ھ میں کتاب لکھنی شروع کی اور ذوالحجہ ۱۲۸۰ھ میں یعنی چھ ماہ کے اندر مکمل کر کے سلطان کی خدمت میں پیش کردی۔خیرالدین پاشا نے مولانا سے کہا کہ آپ نے یہ کتاب امیرالمومنین کی خواہش پر لکھی ہے،مگر مقدمہ میں بطورِ انتساب مکہ معظمہ کے شیخ العلماء سیّد احمد دحلان کا ذکر کیا ہے، حالانکہ امیرالمومنین کا نام آنا چاہئے تھا۔مولانا نے جواب میں فرمایا:

"اس خالص مذہبی خدمت میں کسی دنیاوی غرض و مقصد کا کوئی شائبہ نہ آنا چاہئے، اس کے علاوہ مکہ معظمہ میں خود شیخ العلماء مجھ سے ان حالات کے قلم بند کرنے کی خواہش کر چکے تھے اور ابتدائی مواد کی ترتیب کا کام بھی شروع کر دیا تھا۔دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا اصل سبب شیخ العلماء ہیں۔کسی وجہ سے اگر وہ مجھے امیرِ مکہ تک نہ پہنچاتے تو میری رسائی یہاں تک نہ ہوتی اور اس خدمت کا موقع نہ ملتا۔"

کتاب کے موضوعات:

یہ کتاب ایک مقدمہ اور چھ ابواب پر مشتمل ہے۔مقدمہ میں کتاب کے متعلق تمہیدی باتوں کا تذکرہ ہے۔باب اول کی پہلی فصل میں کتب عہد عتیق جدید کا مفصل بیان ہے اور ان کتابوں کی قدامت و اصلیت کے متعلق سیر حاصل بحث کی گئی ہے، دوسری فصل میں بائبل کے تناقضات، تیسری فصل میں بائبل کی اغلاط اور غلط پیشینگوئیوں کا تذکرہ ہے، چوتھی فصل میں بائبل کا الہامی نہ ہونا مسیحی علماء و مفسرین کے حوالوں کے ساتھ ثابت کیا گیا۔باب دوم میں ثابت کیا گیا ہے کہ بائبل میں ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے، الفاظ کی تبدیلی ہوئی ہے، الفاظ کی زیادتی ہوئی ہے اور الفاظ کا حذف ہوا ہے، اس کے بعد عیسائیت کے پانچ مغالطات کا جواب دیا گیا ہے۔باب سوم میں نسخ کی حقیقت اس کے امکان اور وقوع کو دلائل کے ساتھ مبرہن کیا گیا ہے۔ باب چہارم میں ابطال تثلیث ہے، شروع میں بارہ اصول ذکر کئے گئے ہیں، جن سے تثلیث کے پیچیدہ فلسفہ کے بطلان کو سمجھنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔فصل اول میں عقیدۂ تثلیث کو عقلی دلائل سے باطل کیا گیا ہے۔فصل دوم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اس عقیدہ کا جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ تثلیث ان کا عقیدہ نہیں بلکہ وہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح توحید بلا تثلیث ہی کے داعی رہے۔ فصل سوم میں تثلیث کے اثبات کے لئے عیسائیت کے مزعومہ دلائل کا رد کیا گیا ہے۔باب پنجم میں حقانیت و صداقتِ قرآن پر بحث کی گئی ہے۔فصل اول میں قرآن کریم کے اعجاز اور بارہ خصوصیات کا تذکرہ ہے اور بعض سوالوں کا جواب ہے۔فصل دوم میں عیسائیت کے قرآن کریم پر کئے گئے اعتراضات کا جواب ہے۔فصل سوم میں صحت و حجیت حدیث اور احادیث پر پادریوں کے اعتراضات کا تذکرہ ہے۔باب ششم میں نبوت محمدی کے اثبات کا بیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات، اخلاق، تعلیمات، شریعت مطہرہ اور بشارات کا تذکرہ ہے۔فصل دوم میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ ردِ نصرانیت کی تمام مباحث پر ایک جامع کتاب ہے، جس کا جواب دینے سے مسیحی دنیا آج تک قاصر ہے۔"اظہار الحق" کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت پر "ٹائمز آف لندن" نے تبصرہ کرتے ہوئے عجیب بات لکھی ہے کہ:

"لوگ اگر اس کتاب کو پڑھتے رہیں گے تو دنیا میں مذہب عیسوی کی ترقی بند ہو جائے گی۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس تصنیف لطیف کو قبول عام عطا فرمایا، عرب و عجم کے علماء برابر اس سے استدلال و استفادہ کرتے رہے، اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہے، اس پر اپنے اعتماد کا اظہار فرماتے رہے۔ آج بھی یہ اپنے موضوع پر ریفرنس بک کا درجہ رکھتی ہے۔

دارالعلوم حرم "مدرسہ صولتیہ" کا قیام:

مولانا مرحوم قسطنطنیہ سے واپس تشریف لائے اور حسب سابق درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ان دنوں مسجد حرام میں مختلف علماء کرام کے حلقات درس قائم تھے جن کو خلافت عثمانیہ کی سرپرستی حاصل تھی، لیکن اول تو کوئی مرتب نظام تعلیم نہ تھا، دوسرا یہ کہ کوئی خاص نصابِ تعلیم بھی مقرر نہ تھا، تدریس کا طریقہ بھی کچھ ایسا ہی رائج تھا کہ طلبا و استاذ کے درس کو وعظ و تقریر سمجھ کر بزاخفش کی طرح سنتے اور ہلاتے۔ان میں خود سے قوت مطالعہ اور استخراج مطالب کی صلاحیت پیدا نہ ہوتی تھی۔استاذ خود عبارت پڑھتا، خود ہی مطلب بیان کرتا۔سوال و جواب، توضیح و استفسار کا کوئی سلسلہ نہ تھا۔طلبا تمام عمر نحو، فقہ، تفسیر پڑھتے

انتظام ہونا چاہئے، جہاں دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ جدید فنون اور صنعت و دست کاری سکھانے کا اعلیٰ معیار پر ایک صنعتی اسکول بھی قائم کیا جائے۔ آپ نے مکہ معظمہ کے ہندوستانی مہاجرین اور اہلِ خیر حضرات کو اس طرف متوجہ فرمایا۔ یہ رمضان ۱۲۹۰ھ کی بات ہے کہ ضلع علی گڑھ کے رئیس نواب فیض احمد خان مرحوم کے رہائشی مکان کے ایک حصے میں مدرسے کی داغ بیل ڈالی دی گئی۔ حج کے موسم میں کلکتہ کی ایک نیک سیرت فیاض خاتون "صولت النساء بیگم صاحبہ" حج کے لئے آئیں، وہ حرمین شریفین میں صدقہ جاریہ کے طور پر کوئی نیک کام شروع کرنا چاہتی تھیں۔ مولانا کے مشورے سے اس خاتون نے محلہ خندریسہ میں جگہ خریدی اور اپنی نگرانی میں تعمیر کروائی۔ مولانا کا بھی کمال اخلاص تھا کہ اسی نیک دل خاتون کے نام پر مدرسے کا نام "مدرسہ صولتیہ" رکھا گیا۔

مدرسہ صولتیہ کا مسلک ومشرب:

اسلام کا یہ عظیم سپاہی، بوڑھا مگر جواں عزم مجاہد، زندگی کے تمام نشیب وفراز سے گزر چکا تھا، برصغیر کے تمام حالات کا گہرا مطالعہ اور دیارِ عرب کی پوری صورت حال کا تجزیہ کرنے کے بعد آپ نے مدرسہ ہذا کے لئے کچھ ضروری اصول مرتب فرمائے، بالخصوص تین باتوں پر

۳:... تفریق اور گروہ بندی سے ہر طرح بچنا چاہئے۔

حالات نے ثابت کردیا کہ بانی مدرسہ حضرت مولانا مرحوم کے بتائے ہوئے۔ یہ اصول انتہائی اہمیت کے حامل تھے۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ بانی "دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ" مدرسہ تفریط ہے اور نہ جدال ونزاع کا انہیں شوق ہے اور نہ کسی مسلمان کی تکفیر وتفسیق کا انہیں خیال ہے۔ الحمدللہ! اس نازک اور پُرفتن وقت میں اس بلا سے بچنا ہی خدا کا بڑا فضل ہے اور وہ اس مدرسہ پر ہے۔"

(جاری ہے)

علمی قوت کے ساتھ عملی قوت کی ضرورت

اسلام وہ مذہب ہے کہ جس دن وہ دین بنا اسی دن وہ سیاست بھی تھا، اس کا منبر، اس کا تخت، اس کی مسجد، اس کی عدالت، اس کی توحید، نمرودوں، فرعونوں، قیصروں اور کسراؤں کی شاہنشاہی کے مٹانے کا پیغام تھی، صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور خلفائے راشدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی پوری زندگیاں ان مرقعوں سے بھری ہیں اور وہی اسلام کی سچی تصویریں ہیں اور جب تک علماء، علماء رہے، وہی ان کا اسوہ تھا، آج جب ہم پھر نئے سرے سے اپنا گھر بنانا چاہتے ہیں اور پچھلی غلطیوں کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو ضرورت ہے کہ ہم اسی نقش قدم پر چلیں جو ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے چھوڑا ہے۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمانوں کو اپنے دین کی باتوں سے واقفیت کے لئے بہت بڑے علم وفضل کی ضرورت نہیں، عقیدہ اور عبادت اور دوسری مذہبی نیکیوں کے لئے دین کا معمولی علم کافی ہے یعنی ہر مسلمان کو بجائے خود بڑا عالم ہونا ضروری نہیں، لیکن اس سے ایک منٹ کے لئے بھی پہلوتہی نہیں کی جاسکتی کہ ان کو اپنی دینی ودنیاوی بھلائی کے لئے ہر وقت عمل کے واسطے کمربستہ ہونا ضروری ہے، آج دنیا لڑائی کا میدان ہے جو بھی سستی سے اپنی جگہ کھڑا رہے گا وہ گر جائے گا، اسی لئے علمی قوت سے زیادہ آج عملی قوت کی سرگرمی کی ضرورت ہے، علم خیر وشر کی تمیز بتانے کے لئے ضروری ہے، لیکن محض خیر وشر کی تمیز سے آپ کامیاب نہیں ہوسکتے، جب تک جو خیر ہے اس کی طلب اور جو شر ہے اس سے پرہیز آپ کا شیوہ نہ ہو۔

علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

تحفظ ختم نبوت سیمینار

گزشتہ ۹ سال سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جمشید ٹاؤن کراچی کے زیر اہتمام ہر تین ماہ بعد تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد کیا جاتا ہے۔ یہ سیمینار پہلے گلبہار لان بہادر آباد میں ہوتا تھا۔ اب ۲ سال سے شایان لان، بلوچ کالونی میں منعقد ہو رہا ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ افراد کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کرنے اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے خبردار کرنے کے لئے یہ سلسلہ شروع کیا گیا اور آج تک الحمدللہ! چلا آرہا ہے۔ ۶/اکتوبر ۲۰۱۹ء کو شایان لان بلوچ کالونی میں سیمینار کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ضلع کورنگی کے مسئول مولانا محمد عادل غنی نے انجام دیئے۔

سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ایمان کا تعلق عقائد سے ہے، اعمال سے نہیں۔ مثلاً ایک غیر مسلم ہسپتال، سڑک بناتا ہے تو اس کو اچھا کہا جاسکتا ہے لیکن ان کاموں کی وجہ سے ان غیر مسلم حضرات کو اسلام کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا جاسکتا۔ اسی طرح اگر کوئی قادیانی یہ کام کرتا ہے تو ان کاموں کی وجہ سے قادیانی کو مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔

سیمینار کے مہمان خصوصی سابق سینیٹر اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا حافظ حمداللہ مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد و اساس ہے۔ اسلام کی عمارت اس عقیدہ پر قائم ہے۔ اس عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خلافت صدیق اکبرؓ میں ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ شہید ہوئے لیکن منکرین ختم نبوت سے کوئی سمجھوتا نہیں کیا گیا اور آج تک صدیق اکبرؓ کے جاں نشینوں نے منکرین ختم نبوت کا مقابلہ جرأت سے کیا ہے اور فتح بھی انہیں جاں نثاروں کو ملی ہے۔ آج بھی قادیانیت کو کسی بھی عالمی قوت کی پشت پناہی حاصل ہو لیکن ان شاءاللہ! یہ کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ آج مختلف طریقوں سے عقیدۂ ختم نبوت اور قانون ناموس رسالت کو غیر مؤثر بنانے کی کوشش کی جارہی ہے اور

رپورٹ: مولانا محمد رضوان

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مدینہ کی ریاست کی بات کرنے والوں نے تین گستاخان رسالت کو باعزت رہا کیا اور بیرون ملک فرار بھی کروادیا۔ عاطف میاں قادیانی کو اقتصادی کونسل کا ممبر بنانے کی کوشش کی گئی، لہٰذا ان جیسے پروگراموں کی ضرورت ہے تاکہ قوم کو آگاہی و راہنمائی فراہم کی جاسکے۔

سیمینار کے دوسرے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ میں مولانا حافظ حمداللہ صاحب کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے قلت وقت کی وجہ سے دعا کا اعلان کرتا ہوں۔

سیمینار میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ، خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ، خطیب شیریں بیان مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ کے علاوہ شہر کے جید علماء کرام مولانا سیّد لیاقت علی شاہ مدظلہ، تنظیم العلماء پاکستان کے جنرل سیکریٹری مولانا قاری اللہ داد مدظلہ، مفتی محمد سلمان یاسین، مفتی محمد مدنی، مفتی ابوطلحہ محی الدین، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما قاری محمد عثمان، ضلع شرقی کے امیر مولانا فتح اللہ اور دیگر علماء کرام اور عوام الناس کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ہال کے دوسرے حصہ میں خواتین کے لئے باپردہ شرکت کا اہتمام تھا، جس میں قرب و جوار کی خواتین کی ایک کثیر تعداد شریک رہی۔ سیکورٹی انتظامات کے لئے رینجرز اور پولیس کے اہلکار موجود رہے۔ ڈی ایس آر جناب فیض بخش اور ایس ایچ او ٹیپو سلطان تھانہ جناب شعیب الرحمن خودنگرانی کرتے رہے۔ یہ پروگرام کا اختتام حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی دعا پر ہوا۔

تیاری سالانہ ختم نبوت کانفرنس، غربی

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے حوالے سے مبلغین ختم نبوت کے بیانات کی ترتیب بنائی گئی۔ راقم کا بیان جمعہ غوثیہ مسجد ایل بلاک اورنگی ٹاؤن میں ہوا، بعد عصر مولانا محمد عادل غنی نے اقصیٰ مسجد شاہی آباد، راقم نے اقصیٰ مسجد فرنٹیئر موڑ میں بیانات کئے، جبکہ مغرب میں مولانا محمد عادل غنی نے علی مسجد شیر خان آباد اور راقم نے مدینہ مسجد مجاہد کالونی اور بعد نماز عشاء مولانا عبدالحئی مطمئن نے مکی مسجد بجلی نگر، مولانا محمد عادل غنی نے نجم الاسلام مسجد ۸ نمبر اور راقم نے مقدس مسجد بدر چوک میں بیانات کئے۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۱۶

ناموس رسالت کا مسئلہ:

بعض گواہوں نے اپنی مذہبی کم مائیگی کی وجہ سے مرزائی مسئلہ کو ناموس رسالت کا مسئلہ کہنے سے گریز کیا ہے۔ حالانکہ ختم نبوت آپ ﷺ کے خصائص اور فضائل کے ذیل میں شمار ہوتا ہے۔ ختم نبوت کے اصطلاحی معنوں کے خلاف کسی فرقہ کو تبلیغ کی اجازت دینا یا اس فضیلت کو مٹانے والوں کے لئے تکثیر جماعت کے مواقع فراہم ہونے دینا۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے قطعاً خلاف ہے۔ خاص کر جب کہ اس کے لٹریچر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خصائص وفضائل مثلاً رحمۃ للعالمین ہونے وغیرہ میں ہمسری کے دعاوی موجود ہوں اور پھر عین محمد کی بعثت ثانیہ کی آڑ میں زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ محمد اوّل سے محمد ثانی کا ترقی یافتہ ہونا دل نشین کراکے نہایت دجالانہ انداز میں ہلال سے بدر ہوجانے کی شکل میں اپنی فضیلت کا اعلان کیا جائے۔ جس کی تشریح اکمل قادیانی کے شعر سے بھی ہوتی ہے: ''اور آگے سے ہے بڑھ کر اپنی شان میں'' کیا جس مسلمان کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام دنیا ومافیہا سے زیادہ ہو، نہیں بلکہ جس کے دل میں ذرہ ایمان ہو وہ اس دعویٰ اور استدلال کو آپ ﷺ کی توہین تصور نہ کرے گا؟ اور کیا کوئی مسلمان اس فتنہ کے فروغ پر آرام واطمینان سے بیٹھ سکتا ہے۔ انتہائی افسوس ہے کہ جب غیرذمہ دار عوام ایک کتے یا گدھے کا نام ظفراللہ رکھ کر اس کا جلوس نکالتے ہیں تو اسے ظفراللہ خان کی توہین سمجھ کر نازک مزاج افسر چیں بجبیں ہوتے اور اسے قانون کے خلاف ورزی اور اشتعال انگیزی قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب ایک ایسا شخص جس کا چال چلن قابل بحث ہے، جس کے اخلاق قابل اعتراض ہیں، جو شراب استعمال کرتا ہے، نامحرم عورتوں سے مٹھیاں بھرواتا ہے اور جو سیاسی لحاظ سے جنگ آزادی کے ایک ادنیٰ رضا کار کے مقابلہ میں کمزور ہی نہیں بلکہ کافر حکومت کا مدح خواں ہے، ایسے شخص کو عین محمد رسول اللہ قرار دیا جائے، آپ ﷺ ہی کی بعثت ثانیہ کہا جائے۔ یہ آپ ﷺ کی توہین نہ ہو؟ نہ ناموس رسالت کا سوال ہو؟ اہل اسلام کے عقیدہ میں اگر دنیا کا بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ رکھ دے اور کہے کہ میں وہی ہوں۔ یہ آپ ﷺ کی اس سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر توہین ہے، جتنی کہ کسی کتے یا گدھے یا خنزیر کا نام ظفراللہ رکھ کر جلوس نکالا جائے۔ اگرچہ ایسا کرنا بجائے خود معیوب ہے۔ اس کے سوا مرزا قادیانی نے اور بیسیوں طریقوں سے آپ ﷺ کی تنقیص شان کی ہے اور جب مرزائی امت تمام امت محمدی کو کافر قرار دے اور سارے دین محمدی کو دین قادیانی میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کرے۔ جس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ ایک شخص بہ تمام دین محمدی کو ماننے کے باوجود مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک مرزا قادیانی پر ایمان نہ لے آئے تو کیا اس کے بالمقابل دفاعی اور انسدادی تدابیر اختیار کرنا ناموس محمدی کا تحفظ نہ ہوگا؟

شجرۂ خبیثہ:

مرزا آنجہانی نے ناموس رسالت پر اگرچہ صاف صریح حملے کئے ہیں، لیکن یہ تخم ریزی کی حیثیت رکھتے ہیں، بعد میں اس کی امت نے ناموس محمد ﷺ کے خلاف اپنے ناپاک پروپیگنڈے کو جتنی وسعت دی ہے وہ ایک شجرۂ خبیثہ ہے، جس کا تخم مرزا ڈال گئے تھے۔ مثال کے طور پر مرزا محمود کا صفائی سے یہ کہنا کہ روحانی ترقی میں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح مرزائی امت کا میثاق انبیاء علیہم السلام والی آیت کو بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرزا قادیانی پر چسپاں کرنا کہ تمام نبیوں سے جو عہد لیا گیا تھا وہ مرزا پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کے لئے لیا گیا تھا۔ پھر نہایت صفائی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت قرآنی کہ میرے بعد ایک رسول احمد نام آئے گا، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے مرزا قادیانی کے حق میں قرار دے کر اعلان کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد نہ تھا۔ یہ مرزا قادیانی کے حق میں پیش گوئی ہے۔ حالانکہ آپ نے متعدد احادیث میں اپنے احمد ہونے کا ارشاد فرمایا ہے اور تمام امت تمام مفسرین اس کا مصداق آپ ﷺ ہی کو سمجھتے ہیں۔ (جاری ہے)

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ و سوانح، حالات و حکایات
جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوّت
مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ
قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486